https://ataunnabi.blogspot.com/

فضل الباری فی سوانح ابی ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

استاذ العلماء حضرت مولانا
مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ادارہ معارف النعمانیہ لاہور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned with CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

فضل الباری فی

سوانح ابی ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

استاذ العلماء حضرت مولانا

مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سلسلہ اشاعت نمبر 128

نام کتاب	فضل الباری فے سوانح ابی ذر غفاری رضی اللہ عنہ
تصنیف	حضرت علامہ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی
کتابت	حامد اقبال خان اویسی ملتان پاکستان
سرورق	فیضی گرافکس دربار مارکیٹ لاہور
صفحات	112
تعداد	1100
شرف اشاعت	ادارہ معارف نعمانیہ لاہور
ہدیہ	دعائے خیر بحق معاونین

نوٹ: بیرون جات کے شائقین مطالعہ 25 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب فرمائیں۔

ملنے کا پتہ

ادارہ معارف نعمانیہ

323 شاد باغ لاہور

"بسم اللہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ"

دیباچہ :-

ہمارے دور میں ہزاروں کو اپنے معتقدین "ابوذر غفاری" اٹھائے پھرتے ہیں لیکن فقیر کو ان میں صحیح اور سچا ابوذر غفاری نظر نہیں آیا۔ فقیر نے چاہا کہ صحیح اور سچا ابوذر غفاری دیکھوں۔ اسکی اصلی اور حقیقی کاپی فقیر نے دیکھ کر ایمان تازہ کیا۔ اور اہل اسلام کیلئے تحفہ پیش کیا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

مولیٰ کریم جل شانہٗ سے دعا ہے کہ اسے فقیر کیلئے توشۂ آخرت اور قارئین کرام کیلئے مشعل راہ ہدایت بنائے۔ آمین۔ بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

یکم ذیقعد ۱۴۲۴ھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام
علی رسولہ الکریم الامین وعلیٰ اٰلہ الطیبین و
اصحابہ الطاہرین

اما بعد: سیدنا ابوذر غفاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشہور صحابی ہیں۔ فقیر ان کے عجیب حالات کتبِ سیر میں پڑھے ارادہ ہوا کہ انہیں ایک جگہ پر جمع کر دوں چنانچہ اس مجموعہ کو کتابی صورت میں ہدیۂ ناظرین کر رہا ہوں اور اس کا نام تجویز کرتا ہوں "فضل اللہ الباری" فی سوانح ابی ذر غفاری۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ اٰلہ واصحابہ اجمعین۔

مدینے کا بھکاری
الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
یکم ذیقعد ۱۴۲۳ھ

صاحبِ سوانح رضی اللہ عنہ کا مختصر حالِ سفرِ آخرت

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے آخری عمر میں مدینے کے نواحی علاقہ ربذہ میں ایک چھوٹی سی کمبل کی کٹیا بنالی تھی آپ کی ایک ہی صاحبزادی تھیں ان کو ساتھ لے گئے اور زوجہ محترمہ کا تو پہلے ہی ہر وقت کا ساتھ تھا۔ ہجرت کا بتیسواں سال اپنے آخری ایام پورے کر رہا تھا۔ حج بیت اللہ کے دن قریب آرہے تھے قافلوں پر قافلے مکہ مکرمہ روانہ ہو رہے تھے اور آپ کی کٹیا کے سامنے سے گزر رہے تھے دل مسوس کر رہ جاتا۔ بیماری و نقاہت نے اس قابل نہ چھوڑا کہ جنبش ہی کر سکتے اس پرشوکت حج میں شرکت نہ فرما سکے جس کے امیر خلیفۂ سوم سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔

ربذہ کی آبادی بالکل تھوڑی تھی اور جتنے لوگ تھے وہ بھی اس حج میں شرکت کیلئے چلے گئے۔ کہ پھر ایسا وقت نصیب ہو یا نہ ہو۔ صرف یہی اپنی زوجہ محترمہ اور صاحبزادی کے ساتھ ربذہ میں رہ گئے۔ تمام ربذہ خالی ہو گیا تھا حج کا وقت قریب آگیا تھا اور حجاج کرام کی آمد و رفت بند ہو گئی تھی۔ راستے سنسان پڑے تھے دور دور تک سناٹا تھا۔ اللہ کے مجذوب کی لمحہ بہ لمحہ حالت خطرناک ہوتی جا رہی تھی۔ یکدم ان کی تیمار دار بیوی نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چیخ ماری۔ آپ نے تسلی دی اور فرمایا "مت رو! صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا تھا کہ تم لوگوں میں سے ایک شخص چٹیل سنسان وادی میں جان دے گا جس کے جنازے میں مسلمانوں کا ایک گروہ آکر شریک ہوگا اور میں اس دن سے اندازہ کر رہا ہوں کہ وہاں پر جتنے لوگ تھے ان میں سے سب کے سب وفات پا چکے ہیں صرف میں اکیلا باقی رہ گیا ہوں۔ جا، راستہ میں جاکر بیٹھ مسلمانوں کی جماعت ضرور آرہی ہوگی۔ کیونکہ خدا کی قسم نہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ ہی مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے۔

وہ با دلِ نخواستہ روتی دھوتی اٹھیں اور آکر راستے میں بیٹھ گئیں۔ یک دم ایک جماعت ان کے قریب آکر رکی۔ پوچھا کیا ہے؟ آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں؟ فرمایا۔ "مسلمانو! ایک آدمی بیچارہ مر رہا ہے۔ اس کے کفن دفن کا انتظام کرو اس کے پاس کفن بھی نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں تم ضرور اجر و ثواب پاؤ گے۔

پوچھا مرنے والا کون ہے؟ جواب دیا صحابیٔ رسول۔ یہ سنتے ہی سب کے ہوش اڑ گئے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی کہرام مچ گیا۔ ایک شور تھا۔ ان پہ ہمارے ماں باپ قربان، ان پر ہمارے ماں باپ قربان۔ ادھر انہوں نے اپنی بیٹی کو حکم دیا بکری ذبح کرکے پکاؤ مہمان آرہے ہیں دفن کرلیں تو تم ان سے کہنا کہ ابا نے خدا کی قسم دی ہے جب تک کھانا نہ کھالیں اپنی سواریوں پر سوار نہ ہوں۔ ان کے خلیل نے بتایا تھا مہمانوں کا

اکرام کرو خواہ تمہاری جان نکل رہی ہو۔

اتنے میں مومنین کی جماعت اندر آئی۔ انہوں نے جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا "میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں مجھے جو شخص کفن دے وہ نہ تو کسی صوبے کا والی ہو نہ عریف"

اس جماعت میں صرف ایک انصاری جوان ایسا ملا جس میں یہ شرائط پائی جاتی تھیں۔ اس نے کہا میرے پاس دو نئی چادریں ہیں اور ایک میرے بدن پر جنہیں میری ماں نے میرے لئے بنی ہیں یہ کافی و وافی ہیں۔ یہ سن کر فرمایا "بس انہیں کپڑوں میں مجھے کفنانا۔" اس کے بعد ان کے بدن نے جھرجھری سی لی اور فرمایا میرا رخ قبلہ کی طرف کردو۔ ایسا ہی کردیا گیا۔ اس کے بعد زبانِ مبارک سے یہ آخری الفاظ نکلے اور مجذوبوں کا سردار ہمیشہ کیلئے رخصت ہوگیا۔

"بسم اللہ باللہ وعلی ملۃ رسول اللہ"

آہ ان کے خلیل نے جو فرمایا تھا وہ کس کس انداز سے پورا ہوکر رہا۔ آپ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تھا۔ "ابوذر اکیلا ہی چلتا ہے اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھے گا۔" انا للہ وانا الیہ راجعون"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابتدائی حالات :-

قبیلہ بنی غفار عرب میں رہزنوں کا قبیلہ مشہور تھا۔ قافلے موڑ لینا جان و مال کو برباد کرنا اور تیر و تفنگ کھیلنا وغیرہ اس قبیلہ کا وطیرہ تھا۔ اس غارت گر ماحول میں جنادہ بن قیس غفاری کے گھر ان کی زوجہ رملہ کے ایک بچہ پیدا ہوا۔ ماں باپ نے اس کا جندب نام رکھا یہ وہی خوش نصیب بچہ ہے جو آگے چل کر دنیا میں ابوذر کی کنیت اور مسیح الاسلام کے لقب سے سرفراز ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ ہر نو مولود اپنے ماحول سے اثر قبول کرتا ہے اور اردگرد کی کیفیات سے متاثر ہو کر اس کے اخلاق و کردار کی دیواریں استوار ہوتی ہیں۔ جندب نے جس ماحول میں آنکھ کھولی وہ ڈاکوؤں اور رہزنوں کا ماحول تھا۔ خون و آہن کی آویزشیں جن کا لازمہ تھیں۔ عزت و ناموس کی غارت گری یتیم سازی اور بیوہ گری ہی اس کاشتکاری کا اندوختہ تھے۔ ہر صبح اور ہر شام ان کی تلواریں کسی گھر کا چراغِ زندگی گل کر دیتیں اور کسی کا سرمایۂ زندگی چشمِ زدن میں لوٹ لیتیں۔ جندب جب جوان ہوئے تو انہوں نے خاندانی روایت کو اور فروغ دیا۔ یکہ و تنہا قافلوں پر ٹوٹ پڑنا اور لوٹ لینا اور شان سے تلوار لہراتے گھر لوٹ آنا ان کا معمول بن گیا تھا۔ جندب اب فخرِ قبیلہ اور خاندان کے ہیرو بن گئے تھے۔

مگر خدا کی قدرت کہ معلوم نہیں کس بیوہ کی آہ جگر سوز اور کس یتیم کے

نالۂ شبگیر نے اثر دکھایا۔ جندب کے پیکر میں سویا ہوا انسان جاگ اٹھا غیرت و حمیت جبلی بیدار ہو گئی۔ جندب نے کئی پشتوں سے چلے آنے والے پیشہ رہزنی سے ایک دم کنارہ کشی اختیار کر لی اور خدائے خالق و مالک کی عبادت کرنے لگے اگرچہ اسوقت تک اسلام کا طریقہ عبادت عام نہیں ہوا تھا مگر جندب غفاری کی روح نے اپنی تسلی اور تسکین کیلئے فطرت سے راہنمائی حاصل کی اور پیدا کرنے والے کے حضور سجدہ گزاری میں لگ گئی۔

جلاوطنی :-

آپ کے حالات میں ملتا ہے کہ آپ کو اپنے گھر سے جلاوطن کیا گیا تھا اور آپ اپنے ماموں کے ہاں رہائش پذیر ہو گئے تھے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا یہ جلاوطنی کیوں ہوئی۔ بہرکیف آپ کی جلاوطنی کی علت خواہ کچھ ہی ہو آپ نے غفار کو چھوڑا، قریب کے رشتہ داروں میں آپ کے ایک مہمان ماموں کسی دوسرے قبیلے میں اقامت گزیں تھے۔ وہیں کا ارادہ کیا۔ اپنی والدہ اور بھائی کے ساتھ گھر سے نکل پڑے قطع منازل کے بعد اس قبیلے میں پہنچے۔ آپ کے ماموں نے جو اپنی بچھڑی ہوئی بہن یعنی آپ کی والدہ کو اس غربت کیساتھ آتے ہوئے دیکھا! جی بھر آیا۔ بھانجوں کو تسلی دی۔ خیمے خالی کر دئے غرض ایک ماموں سے جس ہمدردی کی امید ہو سکتی تھی۔ وہاں آپ کو میسر آئی نہایت چین اور اطمینان کے ساتھ رہنے لگے۔ یہاں ان کو اپنے مشغلے سے کوئی ٹوکنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والہانہ تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ تجربوں نے آپ کو سکوت و صبر کی تعلیم بھی دی کوئی نیا فتنہ بھی نہ اٹھ کھڑا ہوا کچھ دن اسی طرح آرام و سکون کے ساتھ گذرے۔

ماموں کے یہاں سے روانگی :۔ ماموں نے بھی آپ کی عنصر طیب اور جوہر ذاتی کو پہچان لیا۔ روز بروز ان کی توجہ زیادہ ہوتی جاتی تھی آخر اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ ان کے ماموں کے یہاں آنے جانے والے لوگوں کے دلوں میں رشک کا مادہ پیدا ہوا۔ ان دونوں بھائیوں نے بہت سے حاشیہ نشینوں کی جگہ لے لی۔ ان کے گھر کے کام جو اب تک دوسروں کے ساتھ متعلق تھے۔ ان لوگوں کے ہاتھ سپرد ہو گئے الغرض مختلف اسباب وعلل نے اس مادہ کو تیز کیا یہاں تک کہ رشک نے حسد کی صورت اختیار کی۔ مخالفوں کی ایک جماعت تیار ہوئی جو ان کے خلاف ہر امکانی کوشش کرنے کی فکر میں مصروف رہتی تھی۔ آپ کے ماموں کبھی کبھی سیر و شکار کی غرض سے گھر سے باہر بھی جایا کرتے تھے۔ مخالفوں نے اس کو غنیمت سمجھا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ سبھوں نے مل کر کہا کہ

"جناب آپ جب باہر جاتے ہیں اور گھر میں کوئی نہیں رہتا تو آپ کے بھانجے (انیس) گھر والوں پر افسری کرتے ہیں اور ہر قسم کی ابتری پھیلا دیتے ہیں۔ ان کی وجہ سے لوگوں کی ناک میں دم ہے"!

آپ کے ماموں کی عنایات گو آپ پر آپ کے بھائی پر بہت زیادہ بڑھی ہوئی تھیں اور شاید اسی وجہ سے شکایت کا ان پر کوئی غیر معمولی اثر

پیدا بھی نہ ہوا۔ تاہم وہ آدمی تھے ایک دن موقع پا کر انہوں نے پوچھ لیا کہ بھائی انیس ایسا کیوں کرتا ہے!

اسقدر کہنے کا سننا تھا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آپے سے باہر ہو گئے ایک تو اسلئے کہ وہ فطری طور پر ایک کڑے مزاج کے آدمی تھے دوسرے غربت و مسافرت میں انسان کا دل بہت چھوٹا ہو جاتا ہے وہ کسی کی معمولی بات کی تاب نہیں لا سکتا پھر واقعہ بھی ہے غلط ممکن ہے کہ انجام کا بھی خیال آیا ہو اگر اسی طرح ہم لوگوں کی شکایتیں ہونے لگیں تو آج تو معاملہ زیادہ خطرناک نہیں ہو سکتا ہے کہ آئندہ ہمیں اپنے ماموں کے گھر سے بے غیرت ہو کر نکلنا پڑے بس پھر کیا تھا حسرت بھرے لہجے میں آپ نے اپنے ماموں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

"اپنے تمام گذشتہ احسانات کی نہروں کو گدلا کر دیا بس اس کے بعد ہمارا اجتماع آپ کے ساتھ ممکن نہیں"

اور اپنے اونٹوں پر لد کر وہاں سے بھی بلا کسی توقف کے روانہ ہوئے۔

بیچارے ماموں کو کیا خبر تھی کہ محض اتنی سی بات پوچھنے سے ابوذر کا یہ حال ہوگا۔ وہ تو ہکے بکے ہو کر رہ گئے۔ روکتے تھے، تسلیاں دیتے تھے مگر یہاں کون سنتا ہے! وہ وقت بھی نہایت دردناک تھا جبکہ ان لوگوں کے اونٹ اس قبیلے سے گذر رہے تھے۔ خود حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

"فتفطی خالنا بثوبه وجعل یبکی"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ماموں اپنے منہ کو کپڑے سے ڈھانپ کر روتے جاتے تھے۔
الغرض رائی پہاڑ بنی اور آپ کو یہاں سے بھی رخصت ہونا پڑا۔

مکہ کی طرف رُخ کرنا :۔

مکہ معظمہ عرب کا مشہور شہر تھا، آپ نے اپنے اونٹوں کو اس طرف پھیر دیا۔ خاص شہر میں تو جانا آپ نے مناسب نہ سمجھا لیکن اس کے اردگرد کسی قریب کے گاؤں میں اُتر پڑے اور وہیں بود و باش اختیار کر لی اسپر کچھ دن گذرے تھے کہ اسی عرصہ میں آپکے بھائی انیس کا "جو ایک زبردست شاعر تھے" کسی دوسرے شاعر سے مقابلہ ہوگیا۔ انیس اپنے اشعار کی تعریف کرتے تھے اور اسے بلند پایہ بتاتے اور دوسرا اپنی شاعری کی مدح سرائی کرتا۔ اسے بڑھاتا الغرض اسی نوک جھونک میں شرط کی نوبت آگئی۔ بات اسپر طے ہوئی کہ جو ہارے وہ اپنے ریوڑ جیتنے والے کی نذر کرے، ایک کاہن حکم مقرر ہوا دونوں اس کے پاس حاضر ہوئے خوش قسمتی سے کاہن نے حضرت انیس کے موافق فیصلہ دیا ان کے اشعار کو خصم کے شعروں سے بہتر بتایا۔ حضرت انیس خوشی خوشی اپنے ریوڑ کیساتھ اس کے ریوڑ بھی قیام گاہ تک ہنکالائے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بھی اس تائیدِ غیبی پر بہت مسرت ہوئی۔

دربارِ نبوی تک باریابی کے اسباب

یہ وہ زمانہ تھا کہ رافتہ سماویہ ملتِ ابراہیمیہ کے اتمام و احیاء کیلئے

خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت قدسیہ کو انتخاب کر چکی تھی۔ حراء کا واقعہ نزولِ وحی بعثت کے حوادث گذر چکے تھے اسلام کی تبلیغ کی آواز عشیرۃ اقربین سے گذر کر "ام القریے" میں گونج چکی تھی۔ مگر گھر اس نئے دین ظاہر ملتہ غالبہ کا چرچا تھا۔ کفار میں اسلاف پرستی کے اوصاف موجزن تھے۔ بچوں سے بوڑھوں تک اپنی خود تراشیدہ معبودوں کی تائیدوں میں سرشار ہورہا تھا۔

راہگیروں میں اور مکہ میں آکر بازار کرنے والوں کے اور اعراب و مسافرین کے کان کھڑے ہو چکے تھے۔ مکہ سے جو باہر جاتے وہ اسکی خبر کو ہر اپنے شناسا ملنے جلنے والے کو تعجب سے سناتا تھا۔

اس عرصہ میں مکہ سے کوئی مسافر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے پڑاؤ کی طرف گذرا۔ آرام لینے کیلئے کچھ دیر شاید وہاں ٹھہرا ہوگا بات میں بات پیدا ہوئی۔ معلوم نہیں حضرت ابوذر کے خیالات سے اسے پہلے سے واقفیت تھی یا اسی وقت ان کی گفتگو سے اسے معلوم ہوا کہ آپ بھی ایک خدا کے ماننے والوں میں سے ہیں بہرکیف اس نے کہا" ابوذر! یہ تم جو کچھ کہتے ہو مکہ کا ایک شخص اسی کا مدعی ہے دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اسپر کلام نازل فرمایا ہے اور اسے اپنا پیغمبر بنایا ہے خدا کا حکم ہے کہ اس کے علاوہ اور کسی معبود سے کوئی واسطہ نہ رکھو " اس نے تو سرِراہ دی میں یہ خبر سنائی لیکن اِدھر حضرت ابوذر کا دل بلیوں اچھل پڑا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گوہرِ مقصود کی جھلک بہت نے ان کے دل و دماغ کو روشن کردیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سمجھ لیا کہ وقت قریب ہے دل کی بے چینی کی دوا آسمان سے اُتر چکی ہے۔ سنتے ہی سنبھل کے بیٹھ گئے اور نہایت اضطراب کیساتھ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق دریافت کرنے لگے۔

"کہ اس کا اصلی وطن کہاں ہے؟ کس قبیلے کا آدمی ہے مکے کے کس خاندان سے اسکا تعلق ہے"۔ راہگیر نے سارا نشان و پتہ بتا دیا کہ وہ مکہ کا آدمی ہے اور قبیلہ قریش کے ممتاز خاندان کا آدمی ہے (طبقات ابن سعد ص۲۲۳ ج۴)

اسقدر پوچھ کر آپ چُپ ہو گئے۔ دل میں ایک انجانی کیفیت تھی جو رہ رہ کر مکہ معظمہ کیطرف ان کو گھسیٹ کر لیجانا چاہتی تھی۔ لیکن پھر اپنے بت پرست بھائی کا خیال۔ کبھی مشرک ماں کی خاطر سے دل میں اس امنگ کے کو دبائے بیٹھے رہے، جو تبلیغ کے بعد ہر ایسے دل میں خود بخود بلا کسی دلیل و حجت کے پیدا ہوتا ہے حقیقت والفت کا ایک دریا تھا جو روحِ ابوذری میں جوش زن تھا۔ نہیں سمجھتے تھے کہ کیا ہے کیوں ہے؟ مگر تھا اور وہ اسکے ہیجان سے بیکل تھے۔ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کریں۔ مگر یہاں تو سعادت آپ کی پیشانی چوم رہی تھی آپ کے رشد و ہدایت کا سامان آسمان پر کیا گیا تھا انیسؓ نے یکایک آپ سے آکر کہا بھائی جان میں مکہ جاؤنگا آپ ذرا اونٹوں کی نگہداشت فرمایئے گا ان کے چارہ پانی کا خیال رکھیں انشاء اللہ بہت جلد واپس آتا ہوں۔ (مسلم وطبقات ابن سعد)

ایک آواز تھی یا بجلی جسکی رو تمام قویٰ و حواس پر آناً فاناً دوڑ گئی۔ خدا جانے حضرت ابوذر نے کیا دیکھا۔ سامنے سے کیا چیز تڑپ کر نکل گئی۔

مگر ذرا کچھ سوچ کر آپ یکایک تھم گئے اور خود ساختہ طمانیت اور سکون طاری کرتے ہوئے (بجنسہٖ اسیطرح جیسا کہ ایک بدنام و ناکام کوچۂ محبوب سے روکا گیا ہو اور آنے جانے والوں سے کسی کی خیریت و صلاح اجنبی انداز کے ساتھ پوچھتا ہے۔ انیس کو آپنے اجازت دی اور اصل مقصد جس کو بے غرضانہ اسلوب مگر دلدوز لفظوں میں ادا کیا ہے' میں اسے بجنسہٖ بخاری شریف سے نقل کرتا ہوں۔

" ارکب إلی ھٰذا الوادی فاعلم لی علم
ھٰذا الرجل الذی یزعم انہ نبی یاتیہ
الخبر من السماء واسمع من قولہ ثم ائتنی"

(بخاری ص۵۴۴ ج۱)

" اس وادی مکہ کو جاؤ کوئی مضائقہ نہیں مگر ہاں میرے لیے یہ کرتے آنا کہ جو اپنے کو نبی خیال کرتا ہے اور کہتا ہے کہ آسمان سے اسکے پاس خبریں آتی ہیں ذرا اس کی حالت دریافت کرنا سننا کہ وہ کیا کہتا ہے یہ کرکے پھر آنا"

ادھر حضرت انیس رضی اللہ عنہ تو مکہ کو روانہ ہوئے ادھر ایک شعلۂ انتظار تھا جو ان کے رخصت ہوتے ہوئے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے دل و جگر میں بھڑکنے لگا۔ رہ رہ کر اسکی شدت بڑھ رہی تھی حتیٰ کہ اس سختی کو آپ اسلام لانے کے بعد بھی نہ بھولے تھے اپنی داستان سناتے ہوئے فرما دیتے تھے "فراث علی"۔ انیس نے بہت دیر لگائی تھی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہر کیف دیر ہوئی تھی یا نہیں لیکن حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ پر یہ وقت بہت گراں گذرا۔ اور شاید اس سے زیادہ شکایت کسی تراخی کی انہوں نے کبھی نہیں کی۔

حضرت انیس واپس ہوئے تو ایک معمولی انداز کیساتھ ملے اور پوچھا کہ اتنی دیر تم نے کہاں لگائی۔ حضرت انیس نے فرمایا کہ اسی آدمی سے ملنے میں دیر ہوئی۔ اسکا طریقہ وہی ہے جو آپ کا ہے وہ اچھی عادتوں کی تعلیم دیتا ہے اور یہ صحیح ہے کہ وہ اپنے آپ کو رسول گمان کرتا ہے۔

حضرت ابوذر نے فرمایا "اچھا مکہ والے ان کو کیا کہتے ہیں؟ کیسا آدمی سمجھتے ہیں؟ انیس نے کہا کہ اسے کوئی شاعر کہتا ہے اور کوئی کاہن کہتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اس موقع پر غایت نشاط اور مسرت کے ساتھ اپنے اسلام کی حالت بیان کرتے ہوئے خاص اس مقام پر فرمایا کرتے تھے۔ " انیس حالانکہ اچھا شاعر تھا مگر اس نے یہی کہا کہ صاحب میں نے شعر کے اوزان پر ان کے شعروں کو خوب جانچا۔ شعر تو وہ یقیناً نہیں ہیں رہا کاہن تو میں سیکڑوں کاہنوں سے بھی ملا ہوں ان کی باتیں سُنی ہیں لیکن اس شخص کے کلام کو ان کی گفتگو سے کوئی واسطہ نہیں۔ قسم خدا کی وہ سب کے سب جھوٹے ہیں لیکن وہ سچا ہے۔ (طبقات وصحاح ستہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا کیا حال ہوا ہوگا پوچھنے کی ضرورت نہیں ملاح جب دل گرفتوں کا ہم خیال وہمدم ہو جاتا ہے۔ اسوقت اطمینان کی جو خنکی دلوں میں محسوس کی گئی ہے حضرت ابوذر کے سینہ کو بھی اسی سے معمور سمجھنا چاہیئے۔

حضرت انیس کے خیال کے اس انقلاب نے ان کے تمام غم غلط کر دیئے۔

اور ایک مسرورانہ لہجہ میں فرمایا

ماشفیتنی مماأردت (بخاری)

ہم جس مرض کا علاج چاہتے تھے تم اسکی دوا نہیں لائے اور وہ کہاں سے لا سکتے تھے۔

اسکے بعد کہا کہ انیس! اکفنی اذھب فانظر (طبقات)

تم میری جگہ اب گھر رہو تاکہ میں جاؤں اور میں بھی تو دیکھوں کہ کون ہے کہ ساری تڑپ اور بے چینی اسی ایک نظر کیلئے تھی اور آہ کا اسوقت تک کتنوں کو ہے۔

سفرِ مکہ معظمہ :- یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ اسوقت کیا کرتے تھے لیکن شیراز کے بلبل نے صدیوں کے بعد اس اشتیاق اور بے چینی کی تصویر ان لفظوں میں کھینچی ہے جسکا نقل کرنا اس موقع پر ناموزوں نہیں

۱۔ خرم آں روز کزیں منزلِ ویراں بروم	راحتِ جاں طلبم وز پئے جاناں بروم
۲۔ چوں صبا با دلِ بیمار و تنِ بے طاقت	بہواداریِ آں سروِ خراماں بروم
۳۔ دلم از وحشتِ زندانِ سکندر بگرفت	رخت بربندم و تا ملکِ سلیماں بروم

ترجمہ (۱) وہ بڑا خوشی کا دن ہوگا جب میں اس ویران منزل سے کوچ کروں گا راحتِ جاں اور محبوب کی طلب میں راہی ہونگا۔

(۲)— جب صبا میرے دلِ بیمار اور جسم بے طاقت کیساتھ سرو خراماں محبوب کے عشق میں جاؤنگا۔

(۳)— میرا دل سکندر کے قید خانہ کی وحشت میں ہے سامان باندھ کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سلیمان کے تخت تک پہنچوں گا۔

(۴) در رہ او چو قلم گر بسرم باید رفت — با دلِ زخم کش و دیدہ گریاں بروم!
(۵) نذر کردم کہ گر ایں غم بسر آید روزے — تا در میکدہ شاداں و غزل خواں بروم
(۶) بہوا داری او ذرہ صفت رقص کناں — تا لبِ چشمۂ خورشید درخشاں بروم

ترجمہ (۴) اس کی راہ میں میرے سر کو قلم کیطرح جانا چاہیئے دل درد بھرے اور چشم گریاں ہو کر جاؤں گا۔

(۵) میں نے منت مانی ہے کہ کاش کبھی یہ غم ختم ہوں تاکہ محبوب کے میکدہ میں شاداں اور گیت گاتا ہوا پہنچوں۔

(۶) اس کے عشق میں ذرۂ بے مقدار ہو کر رقص کرتا ہوا چمکدار چشمۂ خورشید کے کنارے پہنچوں۔

بالآخرہ ذرہ جو غفار کے خانوادہ میں چشمۂ خورشید سے ملنے کیلئے پیدا کیا گیا تھا۔ محمد بن اسمٰعیل بخاری اور محمد بن سعد کاتب الواقدی راوی ہیں کہ اس کی پیٹھ پر ایک چھوٹی سی سیاہ مشک پانی سے بھری لدی ہوئی تھی۔ اور زنبیل میں تھوڑے سے ستو کے دانے تھے۔ تلاشِ محبوب میں تن تنہا حجاز کے ریگستانوں کو طے کرتے ہوئے وہاں جا رہے تھے جہاں جانے کے بعد پھر انہیں کسی جگہ جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

جذبۂ شوق نے منزل کو آسان کیا اور سامنے مکہ کا سواد نظر آیا نہیں بتایا جا سکتا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے بھی کسی افق سے امید کی صبح کو اسطرح طلوع ہوتے ہوئے دیکھا تھا یا نہیں۔ آج وہ حضرت ابوذر

غفاری رضی اللہ عنہ تو نہیں ہیں لیکن جگر سوختوں سے اب بھی پوچھ سکتے ہو۔ جنکے سامنے قبۂ خضرا اپنے مسکراتے ہوئے ناصیہ جمال سے یکایک ظاہر ہوتا ہے اور شغف والے اسپر تڑپ تڑپ کر کبھی اپنی جانوں کو کھو بیٹھتے ہیں "فالمیوۃ حیوتھم والممات مماتھم"

اسکی مستی کو مجھ سے نہ پوچھو کہ میری ایسی قسمت کہاں ہے ہاں وہ بتا سکتے ہیں جو روضہ "من ریاض الجنہ"[۵] کی گل بیزیوں سے وارفتہ ہو کر

واعظ مکن نصیحت ما شوریدگاں کہ ما
با خاک کوئے دوست بفردوس ننگریم

چلائے ہیں آہ کہ جنکی آخری تمنا سے

زاں پیشتر کہ عمر گرانمایہ بگذرد
بگذار تا مقابل روئے تو بگذریم!

کے علاوہ کبھی بھی کچھ نہیں رہی فطوبیٰ لھم وحسن ماٰب ویرزقنی اللہ الاقتداء بھم۔ بہرکیف شیفتۂ نادیدہ کا مکہ میں داخل ہوا اس دیار میں آپ کی کسی سے جان پہچان کب تھی سامنے حرم نظر آیا۔ سیدھے ایطرف

۵:۔ حدیث ذیل کیطرف اشارہ ہے کہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ"۔ (میرے گھر جواب روضۂ مطہرہ ہے) اور ممبر کے درمیان جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تشریف لے گئے اور ایک بیکس مسافر کیطرح خدا جانے کس کے انتظار میں وہیں کہیں کونے میں پڑے رہے۔

مکہ مکرمہ میں تیس ۳۰ دن :-

حرم میں قریش عموماً اکثر ہی آتے جاتے رہتے تھے اور ہو سکتا تھا کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بہت جلد کسی سے دریافت کر کے اس آستانے تک پہنچ جاتے جسکے لئے قبیلہ غفار سے کھینچ کر لائی بیٹھا اور وہاں سے حرم تک لائے گئے لیکن یہ طبع غیور کو گوارا نہ تھا کہ اس احسان کو جس سے زیادہ گرانبار احسان ممکن نہیں بت پرستوں کے وسیلے سے سر پر رکھا جائے۔ بخاری میں ہے۔

"فالتمس النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکرہ ان یسال عنہ"

"نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خود ڈھونڈھا انکو اسکو ناپسند کرتے تھے کہ کسی سے پوچھیں"

آپ کو یقین تھا کہ وہ مجھ سے چھپ نہیں سکتے۔ نگاہیں تارے کی دل بہلانے گا اسی تلاش میں دن گذرتا جاتا تھا لیکن کوئی پرواہ نہیں حتیٰ کہ ستو کے دانے جو کچھ ساتھ تھے وہ بھی ان کے پاس نہیں رہے نہ تھیلی خالی تھی گرہ میں دھیلا تک نہیں تھا۔ بھوک نے حضرت ابوذر کو بے چین کر دیا تھا بہت ممکن تھا کہ استقلال کے پاؤں اسوقت ڈگمگا جاتے آپ کی آن ٹوٹ جاتی لیکن یہ سرمستی ایسی نہ تھی جو بھوک کی ترشی سے اُتر سکتی۔ آپ نہایت طمینان سے اٹھتے اور زمزم کی چند چلو سے تھوڑی دیر کیلئے اسے بجھا دیتے پھر کر ستاتی تو اس سے زیادہ جواب آپ کی طرف ۳۰ دن کے عرصہ میں کبھی نہیں دیا گیا کر ڈول کھینچا اور

چند گھونٹ حلق کے پار کر لیا اور بس۔ (مسلم و طبقات)

غرضیکہ اسی طرح جب صبح کا آفتاب طلوع ہوتا تو حضرت ابوذر کی نگاہیں اسکی روشنی میں صرف اس آفتاب کو تلاش کرتی تھیں جس سے روح کی رات دن ہوتی تھی رات ہوتی تو اسکی اندھیروں میں آپ کی نظریں اس تارے کو ڈھونڈھتیں جنے دنیا کے سینکڑوں بھٹکے ہوئے قافلوں کو سیدھی پگڈنڈی پر ہمیشہ کیلئے لگا دیا۔

انتظار تھا جو ختم نہیں ہوتا تھا فراق تھا جس کی جگر سوزی آنا فانا بڑھ رہی تھی۔ بہرحال تیس دن کی اس طویل مدت میں علاوہ اس واقعے کے اور کیا کیا حوادث وقوع پذیر ہوئے مجھے اس کی تفصیل زیادہ نہ معلوم ہو سکی۔ اور جو کچھ ہیں بھی ان میں ظاہراً سخت تعارض ہے حتیٰ کہ علامہ قرطبی کو مجبور ہو کر لکھنا پڑا۔ "وفی التطبیق بین الروایتین تکلف شدید" دونوں روایتوں میں تطبیق دینے میں سخت تکلیف ہے (فتح الباری صفحہ ۲۴۰/۲۵) حافظ ابن حجر کے مشورہ سے یا روایات کے تتبع سے جس نتیجہ تک میں پہنچا ہوں اس کی ترتیب درج ذیل ہے۔

پہلا واقعہ :- یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کے بعد بھی حرم محترم کو نہیں چھوڑا۔ جو مقصد تھی وہ بندھی بندھی ایسا معلوم ہوتا ہے انہی دنوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ادھر سے گذر ہوا اگرچہ آپکی عمر بہت تھوڑی تھی لیکن فہمیت کی بہتری میں اسوقت بھی کیا کلام ہو سکتا تھا آپ نے دیکھا کہ ایک طرف ایک شکستہ حال مسافر پڑا ہے آپکو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحم آیا قریب آکر دریافت کیا "

"ممن الرجل" :- کہاں کے آدمی ہو۔

حضرت ابوذر نے کہا ۔

"من غفار" قبیلۂ غفار سے ہوں

حضرت علی نے فرمایا کہ

قم الی منزلك اپنی فرودگاہ کو تشریف لے چلیں۔

مقصود یہ تھا کہ میرے گھر چلیں مسجد میں تکلیف ہوگی ۔

حضرت ابوذر چونکہ دھوکا اٹھا چکے تھے اظہار مدعا تو مناسب نہ جانا اٹھے اور چپ چاپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ گھر تک پہنچے خود فرماتے ہیں نہ انہوں نے مجھ سے کچھ پوچھا اور نہ میں نے کچھ کہا۔

صبح ہوئی تو سیدھے حرم پہنچے ۔ اپنی زنبیل اور مشک رکھ کر مکہ کی کوچہ و بازار میں شام تک مصروف جستجو رہے لیکن کامیابی نہ ہوئی ۔ مغرب کے بعد پھر حضرت علی المرتضیٰ تشریف لائے اور دیکھا کہ مسافر اب تک موجود ہے ۔ آپ نے پھر فرمایا۔

اَمَا اٰنَ للرجل ان یعرف منزلہ کیا آدمی کیلئے ابھی اپنی فرودگاہ کیطرف جانیکا وقت نہیں آیا؟ " آپ اٹھے اور بعینہٖ اسی خاموشی کے ساتھ آج کی رات بھی گذر گئی ایک دوسرے کو کیا معلوم کہ دونوں ایک ہی دفتر کے نخچیر ہیں۔

حضرت ابوذر پھر صبح ہوتے ہی حرم میں آئے اور دن بھر گھومتے رہے لیکن قسمت جلا رہی تھی کہ جا اور وہیں حرم میں بیٹھ دیکھ کہ پھر کیا ہوتا ہے۔

فائدہ : حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی استقامت نے "الاستقامۃ خیر من الف الکرامۃ" کو خوب واضح فرمایا ہے اس کے علاوہ یہ بھی خوب واضح ہوا کہ آب زمزم شریف بہمہ وجوہ کرامت ہی کرامت ہے کہ یہ شفا کے ساتھ ساتھ غذا کا کام بھی دیتا ہے جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسے آزمایا اور یہ اب بھی آزمایا جا سکتا ہے "تفصیل دیکھیے فقیر کا رسالہ " آب زمزم افضل ہے یا آب کوثر"

اِمتحانِ شدید کے بعد سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ آستانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر

پورا ایک ماہ ہو چکا ہے حرم میں پڑے ہوئے زادِ سفر ختم ہو چکا ہے زنبیل بھی خالی ہو چکی ہے ۔ گندم کے جو کچھ دانے ساتھ تھے وہ بھی ختم ہو چکے ہیں۔ بھوک چمکتی ہے تو نہایت اطمینان سے اٹھتے ہیں زمزم سے چند گھونٹ پانی پی کر بھوک کی شدت کم کر لیتے ہیں۔ نہ بھوک کا احساس ہے نہ پیاس کی پریشانی نہ منزل کا پتہ ہے نہ کسی سے پوچھتے ہیں بس ایک انجذابی سی کیفیت ہے کہ جس گوہر مقصود کو ڈھونڈھنے نکلے ہیں دل کبھی اس کو پہچانے گا ہی ۔ آنکھیں کبھی اس کو تاڑیں گی ہی آفتاب طلوع ہوتا ہے تو نگاہیں دن بھر اس آفتاب کو ڈھونڈھتی ہیں جس کی روشنی سے روح کی سب تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں ۔ رات آجاتی ہے تو نظریں اس چاند کو تلاش کرتی ہیں جس کی روشنی میں راستے جگمگا اٹھتے ہیں ۔ دن رات ایک ہی جستجو ہے کہ کسی طرح اس جمالِ جہاں آراء کا نظارہ ہو جائے ۔ لمحہ لمحہ جگر سوزی بڑھ رہی ہے اور انتظار کی گھڑیاں طویل تر ہوتی جا رہی ہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جذبِ عشق و مستی میں اپنے محبوب کے بارے میں کسی سے پوچھ ہی لیا وہ تو پہلے ہی ان کے محبوب کا دشمن تھا وہ ان کا سوال سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور پوری قوت سے چلایا " اسے صابی" چاروں طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے اس قدر مارا کہ بیہوش ہو گئے۔ نہ جانے کس وقت ہوش آیا، خون میں لت پت تھے بڑے اطمینان سے زمزم پر گئے، خون صاف کیا پانی پیا، اور پھر اسی جگہ آ بیٹھے ارادے کی پختگی میں کوئی جنبش نہ ہوئی جذب کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی دھن لگی ہوئی تھی میرا محبوب، میرا محبوب۔

وہ شخص جو اس قدر جری تھا کہ تن تنہا رات کی تاریکی میں قافلوں کو لوٹ لیا کرتا تھا بڑے بڑے بہادروں کو ناکوں چنے چبوا دیتا تھا۔ پا پیادہ حملہ کر کے تو عجب چستی و چالاکی کا مظاہرہ کرتا اور اپنی ان قزاقانہ مساعی پر خوب داد و تحسین وصول کرتا وہی شخص میدانِ عشق میں یوں پیٹ رہا ہے کہ لہو لہان ہوا جاتا ہے

دل پھنس گیا مشکل میں جاں آ گئی آفت میں
رکھا ہے قدم میں نے اب کوئے محبت میں ؎

قدرت نے ان کی ہدایت کا فیصلہ فرما دیا تھا کہ ان کے خیالات میں عظیم انقلاب برپا ہوا۔ رہزنی سے تائب ہو گئے اور خدائے واحد کی پرستش کرنے لگے۔

کسی نے پوچھا آپ کس کی نماز پڑھتے ہیں؟ فرمایا اللہ کی"۔ اس نے پھر پوچھا کس طرف رخ کر کے؟ جواب میں فرمایا "جدھر اللہ جھکا دیتا ہے" اس اللہ کے بندے نے اس جاں گسل واقعہ کے بعد بھی حرم محترم کو نہیں چھوڑا۔ جو دھن تھی وہ بندھی رہی۔ ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ادھر

گزر ہوا۔ آپ نے دیکھا کہ ایک خستہ حال مسافر بیٹھا ہوا ہے آپ کو بہت ترس آیا اسے اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ رات علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ گزاری پھر صبح حرم میں آ گئے اپنی زنبیل اور مشک رکھ کر محبوب کی تلاش میں باہر چلے گئے۔ ؎

اے میرے خضر کب تک ختم ہوتی ہے میری طلب
اس کو چلا ہوں ڈھونڈنے جو ابھی ملا نہیں

شام تک محو تلاش رہے لیکن ناکام لوٹے مغرب کے بعد پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور ان کو گھر لے گئے۔ یہ رات بھی اسی طرح خاموشی سے گزر گئی صبح ہوتے ہی پھر حرم میں آ گئے رات ہوئی تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اب ان سے نہ رہا گیا آخر پوچھ ہی لیا۔ آخر تم کو کیا چیز یہاں لائی ہے کس ضرورت سے آئے ہو؟

بولے۔ "اگر عہد کرتے ہو کہ میری رہنمائی کرو گے تو بتاؤں گا"، عہد کیا گیا۔

فرمایا۔ "میں نے سنا ہے کہ مکہ میں ایک شخص پیدا ہوا ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے یہ سن کر میں نے اپنے بھائی کو بھیجا لیکن تشفی نہ ہوئی" خود اس سے ملنے آیا ہوں"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ان کو لے کر آستانہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہنچے، راز و نیاز کی باتیں ہوئیں اور انہوں نے محبوب کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیا"

اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہ"

ادھر کہتا گیا وہ اور ادھر آتا گیا دل میں
اثر یہ ہو نہیں سکتا کبھی دعوائے باطل میں ؎

کلمہ پڑھ کر واپس آتے ہی حرم میں پہنچے اور کفار کے مجمع میں گھس کر یہ نعرہ بلند کیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھڑک گیا تھا؛ لوگ چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اتنا مارا کہ لہو میں نہا گئے حضرت عباس نے آکر ان کی جان بچائی کیونکہ یہ اس قبیلے سے تھے جہاں سے اہلِ عرب تجارت کیلئے کھجوریں لایا کرتے تھے یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کفارِ قریش کو احساس دلایا کہ جس قبیلے سے تم کھجوریں لاکر اپنا اور بچوں کا پیٹ بھرتے ہو یہ ابوذر غفاری اسی قبیلے سے ہیں آج تم ان پر ظلم برسا رہے ہو تو کل تمہارا وہاں سے کھجوریں لانا مشکل ہو جائے گا لہٰذا ان پر ظلم نہ کرو کہ تمہاری معیشت تنگ نہ ہو جائے۔ چنانچہ کفارِ مکہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو مارنا چھوڑ دیا۔

:- تبلیغِ اسلام :-

بارگاہِ نبوی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضری کے بعد کلمۂ اسلام پڑھ کر اپنے وطن واپس لوٹے اور تبلیغِ اسلام کا کام شروع کر دیا۔ سب سے پہلے آپ کے بھائی انیس اور والدہ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ پھر رفتہ رفتہ قزاقوں، رہزنوں اور ڈاکوؤں کا قبیلہ غفار آدھا مسلمان ہو گیا اور جب اعلانِ نبوت کے تیرھویں سال حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ سے مدینہ کیطرف ہجرت کی تو اس وقت تک پورا غفار مسلمان ہو گیا تھا۔ اور رہزنی اور لوٹ مار سے انسانوں کو برباد کرنے والوں کے قلوب کلمۂ طیبہ کی حلاوت سے آباد ہو چکے تھے ہر غفاری کے خیمہ میں کلام اللہ کی تلاوت جاری تھی۔ ظلم و تعدی کیلئے بے لاگ اٹھنے والے ہاتھ بارگاہِ احدیت میں مناجات و استغفار کرتے ہوئے تھر تھر کانپ رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے قلوب کو پھیر کر رکھ دیا تھا۔

:- صحبتِ نبوی کی بہاریں :-

سیدِ کونین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنے قبیلے میں تبلیغِ اسلام فرماتے رہے جب سارا قبیلہ اسلام کی دولت سے سرفراز ہو گیا تو حضرت ابوذر خدمتِ نبوی میں حاضر ہو گئے۔ مدینہ طیبہ میں آپ کا سارا مقصود حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قربت کا حصول، حضور کی خدمت گزاری، حضور سے پیاری پیاری باتیں کرنا اور فرمودۂ زبانِ رسالت سے طاقِ سینہ کو معمور کرنا تھا خود فرماتے ہیں۔

• "میں حضور کی خدمت میں رہتا تھا۔ اس سے فارغ ہو کر مسجد میں آرام کرتا"۔ (مسندِ امام احمد صفحہ ۱۵۶ ج ۵) لیکن مشغلہ یہی ہوگا کہ اداۓ مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم میں خود کو ڈھالنا، چنانچہ یہی ہوا کہ آپ کو اس دوران فنافی الرسول کا مرتبہ و مقام نصیب ہو گیا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم :-

حضرت ابوذر سرکارِ ابد قرار صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک ایک ادا پر قربان ہونے والے عشاق میں سے تھے سچ ہے کہ اپنی خواہشات اور تمناؤں کو رسول کا متبع صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت کے قربان کر دینا ہی تو معراجِ دین و ایمان ہے خود فرمائیے کہ سیدِ عالمیاں صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس مسئلہ کو بیان فرمانے میں جو انداز اپنایا تھا عشق اور فنافی الرسول ہونے کا تقاضا یہی تو ہے کہ اس کو نقل کرتے وقت وہی روش اختیار کیجائے۔ ابوذر کے آقا و مولیٰ نے جماعت کی تاخیر کرنے والے امراء کے رویہ پر جماعۃ المسلمین کو جو کچھ ہدایت ارشاد فرمائی اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور چلے ابوذر کے زانو پر اپنا دستِ مبارک مارا۔

ابوذر نے حضور کے اس قول مبارک کو نقل کیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارک کے ساتھ ان کی حرکتِ مبارکہ کو بھی عملاً بمت کر بتایا اسی طرح لوگوں نے ایک دن دیکھا کہ حضرت ابوذر مسجدِ حرام میں تشریف لائے باب کعبہ کی زنجیر پکڑ کر فرما رہے ہیں۔

" جو مجھے جانتا ہے وہ تو جانتا ہے اور جو نہیں جانتا اسے اب جان لینا چاہیے کہ میں حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہوں "

پھر فرمایا " جس طرح میں کعبہ کی زنجیر پکڑے ہوئے ہوں حضور بھی کعبہ کی زنجیر پکڑ کر یہ فرما رہے تھے ...... (بیہقی)

اور یہ کیوں نہ ہو قطرہ کو اگر سمندر اپنے دامن میں جذب کرے تو پھر قطرہ کی اپنی انفرادیت کیا باقی رہ سکتی ہے حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر کو خود میں ضم کر کے ان پر مشکوٰۃ نبوت کا ایسا پرتو ڈال دیا تھا کہ وہ خود آئینہ حق نما بن گئے تھے سید کونین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں شدید مریض ہونے کی حالت میں فرمایا " ابوذر کہاں ہیں؟ انہیں بلاؤ۔ انہیں بلایا گیا حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نقاہت کے باعث بستر سے نہ اُٹھے۔ ابوذر حضور کی طرف جھکے حضور نے اپنے دونوں ہاتھ بڑھا کر جناب ابوذر کو اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ (مسند احمد صفحہ ۱۷۲ ج ۵)

اللہ اللہ قربان جائیے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی قسمت پر جن کے تلوؤں کو سید الملائکہ حضرت جبریل علیہ السلام اپنی کافوری پیشانی سے مس کریں

تو ناز فرمائیں، انہوں نے اپنے سینۂ مبارک سے ابوذر کو لگا کر عشق و عرفان کے کیا کیا گنجینۂ گرانمایہ منتقل دئے ہونگے، یہ کچھ إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ مُعْطِي ؕ کے مصداق سرکار ہی جانیں یا جنہیں بخشا گیا وہ ہی سمجھیں۔

مصطفےٰ کا سینہ ہے گنجینۂ عرفانِ حق
عکس سے جس کے منور ہیں دلِ مردانِ حق
خلوت و جلوت میں ہوں، با ناز ہو یا طرہ ہو
حق نیوشی ہر جگہ ہے طُرۂ یارانِ حق

ایک غیبی خبر

ایک غیبی خبر :۔ ایک بار آپ بہت رات گئے تک خدمتِ نبوی میں مصروف رہے پھر مسجد میں آکر سو رہے، کچھ دیر بعد رسولِ گرامی وقار، درد مندوں کے غم گسار، غلاموں کے آقائے والا تبار صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خادم کے پاس تشریف لائے دیکھا ابوذر سو رہے ہیں آپ نے اشارہ سے بیدار کیا ابوذر گھبرا کر اٹھ بیٹھے، باتیں شروع ہوئیں۔

اے ابوذر اس روز کیا کرو گے جب اس مسجد سے دور کئے جاؤ گے؟

یا رسول اللہ! اپنی تلوار سونت لوں گا اور جو مجھے نکالے گا اسکی گردن اڑا دوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ اٹھایا اور دعا فرمائی۔

" اے خدا ابوذر کو معاف فرما " پھر فرمایا :۔ ابوذر ایسا نہیں کرنا جو تجھ پر حاکم ہو اس کی اطاعت کرنا اگرچہ وہ حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو جس کے ناک کان اکھڑے ہوں اسکی اطاعت کرنا وہ جدھر کھینچے اُدھر کھنچ جانا جدھر ہانکے، ادھر چلے جانا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشاری :۔

سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے قلبی تعلق کی بنیادیں اتنی گہری تھیں کہ حضور آپ کو اسرارِ خاص کا محرم بھی بناتے تھے اس لئے آپ کو صاحبِ سرالنبی (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی کہتے ہیں۔

جب آپ سے کوئی حدیث رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سننے کی خواہش کرتا تو فرماتے کہ میرے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے جو اسرار بتائے ہیں وہ نہیں بتاؤں گا ہاں ان کے سوا جو پوچھنا چاہو پوچھو!

بارگاہِ رسالت میں آپ کو یہ بھی اعزاز ملا کہ سیدِ عالمیاں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سواری پر اپنے ہمراہ آپ کو بٹھایا، گویا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روافت کا بھی شرف نصیب ہوا اور ایسے خوش نصیب صحابہ میں بہت کم ہی ہیں۔

حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر کو غزوۂ ذات الرقاع کے موقعہ پر مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام امام بھی مقرر فرمایا تھا۔ اسی تقرب اور نزدیکی کا اثر تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد ابوذر کی زندگی گویا محرومیوں کا مرقع بن گئی۔

آپ جب بھی حضور انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیتے تو حبیبی اور خلیلی یعنی میرے دوست، میرے پیارے کہہ کر ذکر کرتے چنانچہ بطورِ نمونہ ایک حدیث ملاحظہ فرمایئے۔ اور اپنے قلوب کو نور سے بھر لیجیے:۔

"اوصانی حبیبی بثلاث بصلوٰۃ الضحیٰ والوتر قبل النوم والصیام ثلاثۃ ایام من کل شھر"

(مسند احمد صفحہ ۱۷۳ ج ۵)

"میرے محبوب نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی، چاشت کی نماز، اور وتر سونے سے قبل پڑھنے کی اور ہر ماہ تین روزے رکھنے کی"

فائدہ :۔ آپ کی مرویات احادیث کی تعداد ۲۸ ہے ان میں ۱۲ متفق علیہ ہیں اور ۲ میں بخاری اور ۷ میں مسلم منفرد ہیں۔

آپ سے خالد بن وہبان، زید بن وہب جہنی، خرشہ بن حر، جبیر بن اصنف بن قیس، عبداللہ بن صامت، زید بن ذہبان، عبداللہ بن شقیق عمرو بن میمون، عبداللہ بن غنم، قیس بن عباد، مرشد بن مالک بن زبید وغیرہم نے روایتیں کی ہیں۔

(تہذیب الکمال ص۴۲۹، تہذیب التہذیب ص۹۰ ج ۲)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علم و فضل:۔ حضرت ابوذر علم و فضل میں جلیل القدر صاحب الافتاء صحابہ میں شمار ہوتے ہیں حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جو علوم ظاہر و باطن کے مجمع البحرین ہیں وہ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:۔

"ابوذر نے اتنا علم حاصل کر لیا ہے کہ لوگ اس کے محفوظ کرنے سے عاجز تھے اور اس تھیلی کو اس طرح بند کر دیا کہ اس میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا" (الاستیعاب ص۶۴ ج ۲)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کو علم و فضل میں حضرت عبداللہ بن مسعود کے برابر سمجھتے تھے (تذکرۃ الحفاظ ص۱۵ ج ۱)

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر باشی اور ہر چیز کے بارے میں سوال کرتے رہنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا اسطرح آپ نے علوم کا گنجینہ سمیٹ لیا تھا۔ اور حضور کے فرامین کی اشاعت اور احکامات کے پھیلانے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔

ایک بار ایک شخص نے آپ سے پوچھا محصلین نے صدقہ کی رقم میں اضافہ کر دیا ہے کیا ہم ایسی حالت میں بقدر زیادتی مال چھپا سکتے ہیں۔ فرمایا نہیں۔ ان سے کہو جو واجبی ہو اس کو لیں اور جو زیادہ ہو اس کو واپس کر دیں۔ اگر اس سے بھی وہ زیادہ لیں تو قیامت کے دن وہ زیادتی تمہارے میزان میں کام آئے گی ان کا یہ فتویٰ ایک قریشی نوجوان کھڑا سن رہا تھا۔ بولا! آپ فتویٰ کیوں دیتے ہیں کیا امیر المومنین نے آپ کو فتویٰ کا اختیار دیا ہے۔

حضرت ابوذر نے فرمایا کیا تم میرے نگہبان ہو اس ذات کی قسم جس کے

قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر میری گردن پر شمشیر رکھ کر بھی کچھ کہو اور مجھے یقین ہو جائے کہ گردن کٹنے سے پہلے میں نے جو کچھ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے اس میں سے کچھ سنا سکوں تو ضرور سناؤں گا۔

(تذکرۃ الحفاظ ص۱۶ ج ۱)

ابن زیاد جب کوفہ کا گورنر بنایا گیا تو اپنے پیش رو صالح امراء کے خلاف جماعت کی نماز میں تاخیر کرنے لگا اس کے بارے میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بھتیجے عبداللہ بن صامت نے آپ سے دریافت کیا کہ ہم لوگ ایسی صورت میں کیا کریں اپنی نمازیں موخر کریں تاآنکہ مکروہ وقت آجائے۔ عبداللہ بن صامت نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی حضرت ابوذر نے میرے زانو پر ہاتھ مارا اور فرمانے لگے۔ "سنو! میں نے اپنے خلیل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تھا کہ ایسی صورت میں میں کیا کروں گا تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے زانو پر ہاتھ مارا اور فرمایا:۔

صل الصلوٰۃ لوقتہا فان ادرکت فصل معہم ولا تقل انی صلیت فلن اصلی معہم

(مسند احمد ص۱۶۸ ج ۵)۔

تم اپنی نماز وقت پر پڑھ لینا اب اگر ان لوگوں کے ساتھ بھی نماز کا موقع آجائے تو ان کے ساتھ بھی پڑھ لینا اور یہ نہ کہو کہ میں تو پڑھ چکا ان کے ساتھ نہ پڑھوں گا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فضائل و خصائل :-

آپ کے زہد و ورع کی تعریف خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی ہے ارشاد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے

"من سرّہ ان ینظر الی زھد عیسٰی بن مریم فلینظر الی ابی ذر"

جو حضرت عیسٰی بن مریم علیہم السلام کے زہد و پارسائی کو دیکھ کر خوش ہونا چاہتا ہے وہ ابوذر کو دیکھ لے :

معاش کی ضرورتوں کے پیش نظر ایک روز حضرت ابوذر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہ عرض لے کر حاضر ہوئے کہ حضور مجھے کسی جگہ کا عامل بنا دیں۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر میں تمہیں کمزور پاتا ہوں"

"وانی احب لک ما احب لنفسی لا تامرنّ علی اثنین ولا تولّین مال الیتیم (طبقات ابن سعد ص۱۱ ج۴)

اور میں تمہارے لئے اسی بات کو پسند کرتا ہوں جو مجھے اپنے لئے پسند ہے ہرگز تم دو آدمیوں کے بھی کبھی امیر نہ بننا اور نہ کبھی یتیم کے مال کی تولیت قبول کرنا"

حضرت ابوذر کو سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس سانچہ میں ڈھالا تھا وہ اس خاکے کا ذکر فرمایا کرتے تھے آپ کہا کرتے :-

"میرے خلیل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ مسکینوں سے محبت کروں اور ان سے ملتا جلتا رہوں اور فرمایا میں اپنے سے کم رتبہ لوگوں پر ہمیشہ نظر کروں

اور اپنے سے بلند مرتبہ پر نگاہ نہ ڈالوں ۔"

آئیے اسی لقب حکیم دانا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انداز موعظت تو ملاحظہ فرمائیے خود جناب ابوذر کا بیان ہے :-

" مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلایا اور فرمایا کہ کیا تم ایسی بات پر بیعت کرو گے کہ اس کے بعد تمہارے لئے جنت ہے میں نے عرض کیا جی ہاں اور ہاتھ بیعت کیلئے بڑھا دئے ۔ آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تم سے عہد لینا چاہتا ہوں کہ تم کسی آدمی سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا حتی کہ اگر تمہارے گھوڑے سے کوڑا بھی نیچے گر جائے تو اتر کر خود لینا دوسرے سے نہ مانگنا"

ابوذر رضی اللہ عنہ کو فقر محمدی کا کامل آئینہ بنانے کیلئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قیمتی نصائح فرمائے اور ابوذر جیسے جوہر قابل نے ان کو زندگی میں خوب خوب اتار بھی لیا ۔ ابوذر کا بیان ہے :-

" مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا راستے سے ہڈیاں اٹھا کر پھینک دینا بھی صدقہ ہے کسی بھٹکے ہوئے شخص کو راستہ بتانا بھی نیکی ہے کسی کمزور آدمی کی مدد کرنا ، اس کے کسی کام میں ہاتھ بٹا دینا بھی صدقہ ہے اور تیرا اپنی بیوی کیساتھ ہمبستری کرنا بھی صدقہ ہے۔"

حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ یہ سن کر میں سخت متعجب ہوا کہ آدمی اپنی بیوی سے خواہشات کی تکمیل پر کیسے ثواب پائے گا تو بتایا گیا کہ اگر تم اس خواہش کی تکمیل کسی ناجائز جگہ کرتے تو کیا یہ جرم اور گناہ نہ ہوتا ابوذر نے کہا کیوں نہیں ؟

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ارشاد ہوا صرف گناہوں کا خیال کرتے ہو اور نیکیوں کا نہیں کرتے"

اصدق المومنین :-

ان تمام تربیتی فرامین کے ملاحظہ کرنے کے بعد ابوذر کیا بن کر نکھر کر اور کن زیوراتِ اخلاق سے سنور کر اُبھرے اسے خود زبانِ وحی ترجمان سے سماعت کیجئے۔

"مَا اَظَلَّتِ الْخَضْرَاءُ وَلَا اَقَلَّتِ الْغَبْرَاءُ عَلٰی ذِی لَهْجَةٍ اَصْدَقَ مِنْ اَبِیْ ذَرٍّ" (ترمذی شریف باب المناقب ابی ذر)

کسی زبان والے پر آسمان نے سایہ نہیں ڈالا اور نہ ہی زمین نے اس کا بوجھ اٹھایا جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو"

نمونۂ فقرِ محمدی :- آپ کو دربارِ رسالت سے اصدق کا لقب مل رہا ہے اور عملی زندگی میں سرکار کے بعد ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آئینۂ فقرِ محمدی بن کر زندہ رہے۔ سادگی کا یہ حال کہ لباس کی بھی پرواہ نہیں کبھی صرف کمبل ہی سے جسم کی پوشش کر لیتے تھے اور اس معاملہ میں ملامت گروں کی ملامت بھی ان پر اثر انداز نہ ہوتی۔ کبھی عربی جوڑا زیبِ تن ہوتا اور کبھی فقر کی گدڑی میں ہی لپیٹ رہتے۔ بال پریشان رہتے داڑھی اُلجھی رہتی کوئی اس حال میں دیکھتا تو نہلا دھلا کر کپڑے بدل دیتا۔ رنگ گندمی تھا جو اسی حالتِ جذب میں دھوپ وغیرہ سے سیاہ ہو گیا تھا ٹاٹ کا بستر تھا کسی نے پوچھا آپ نرم گدا کیوں نہیں بنوا لیتے ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے "یا اللہ دنیا میں جو چیز بھی تو نے اپنی مرضی سے عطا کی

ہیں اُن کے متعلق بھی مغفرت کا طلبگار ہوں۔

ایثار کا جذبہ :- لباس وغیرہ کی پرواہ نہیں تھی، جیسا ملتا پہن لیتے ایک دن بدوؤں کا سا کمبل اوڑھ رکھا تھا کسی نے پوچھا "کیا آپ کے پاس کوئی اور کپڑا نہ تھا؟ فرمایا اگر ہوتا تو تم ضرور اس کو میرے جسم پر دیکھتے" اس نے کہا دو دن ہوئے میں نے آپ پر نہایت عمدہ جوڑا دیکھا تھا فرمایا "تھا تو سہی لیکن میں نے ایک محتاج کو دے دیا"

اُس نے کہا آپ سے زیادہ محتاج کون ہو سکتا ہے؟

آپ اس پر جلال میں آگئے اور سخت لہجے میں فرمایا "خدا تجھے بخشے تو نے دنیا کو عظمت کی نگاہ سے دیکھا ہے کیا میرے جسم پر یہ چادر نہیں۔ اس شخص کے پاس تو یہ بھی نہ تھی۔ پھر فرمایا اے شخص میرے پاس بکریاں ہیں جنکا میں دودھ پیتا ہوں میرے پاس گدھے ہیں جو بار برداری کے کام آتے ہیں۔ غلام ہیں جو میری خدمت کرتے ہیں اور عید بقر عید کیلئے ایک ایک عباء بھی میرے پاس زائد ہے بس تم خود انصاف کرو کہ ان نعمتوں سے بڑھ کر بھی کوئی نعمت ہو سکتی ہے بلکہ عباء کے بارے میں ڈرتا ہوں کہ مجھ سے اس بارے میں باز پرس نہ کی جائے۔

کیفیتِ مجذوبانہ :-

آپ کا جذب ہمارے مجذوبوں کیطرح نہیں تھا کہ نہ حقوق العباد کا خیال اور نہ حقوق اللہ کا دھیان نہ فرائض کی فکر نہ سنتوں کی پرواہ نہ ستر کا ہوش نہ حلال و حرام کی تمیز ان کا جذب ایسا نہیں تھا کہ نماز، روزہ اور دیگر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرعی امور سے آزاد ہو گئے تھے بلکہ وہ ایسے مجذوب تھے جو ہمارے بڑے بڑے عاقلوں سے زیادہ عاقل اور باہوش تھے فرائض میں تو کسی قسم کی کوتاہی ان سے قطعاً ثابت نہیں نوافل وغیرہ میں کچھ بے حسابگیاں ہو جایا کرتی تھیں۔ مثلاً رکوع پہ رکوع کرتے جاتے تھے یا سجدوں پر سجدے ہی کرتے جاتے تھے اس کے باوجود کہ وہ بعض اوقات بے خود ہو جاتے تھے۔ محمدی جذب کا اثر تھا کہ اپنے محبوب کی اداؤں کی سختی سے پابندی فرماتے تھے۔

حکایت :-

ایک مرتبہ کسی بات پر غصہ آگیا تو بیٹھ گئے۔ پھر فوراً ہی کیچڑ سے بھری زمین پر لیٹ گئے۔ پوچھا گیا آپ نے ایسا کیوں کیا؟

فرمایا مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم میں سے جس کسی کو غصہ آئے وہ کھڑا ہو تو اسے چاہیئے کہ بیٹھ جائے کہ اس سے غصہ جاتا رہتا ہے ورنہ پھر لیٹ جائے۔

حکایت :- ایک مرتبہ ایک غلام جو حکومت کی طرف سے امام مقرر تھا کی امامت میں نماز ادا کرلی کیونکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اگر تم پر حبشی غلام بھی مقرر کر دیا جائے تو اس کی اطاعت کرنا۔

زہدِ ابوذر رضی اللہ عنہ :-

آج کل زہد و تقویٰ اس کا نام ہے کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر صحراؤں اور جنگلوں میں نکل جانا چاہیئے جو جتنا رشتہ داروں، محلے داروں اور آبادی سے دور ہو گا اتنا ہی زاہد سمجھا جائے گا۔ اور جتنا بدحال اور لپنے میں مست ہو گا

اتنا ہی پہنچا ہوا ہو گا۔ حالانکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے تعلیم دی ہے راستوں سے ہڈیاں اٹھانا بھی صدقہ ہے۔ کسی بھٹکے ہوئے کو راستہ بتانا بھی صدقہ ہے اور اپنی بیوی کے ساتھ ہم بستر ہونا بھی صدقہ ہے ابوذر رضی اللہ عنہ نے اسی تعلیم کی بنا پر شادی کی تھی اور ہر وقت اپنی بیوی کو ساتھ رکھتے تھے۔ اور سرکاری بیت المال سے جو وظیفہ ملتا تھا اس میں سے سال بھر کی ضروریات خرید کر باقی رقم فقراء میں تقسیم کر دیتے تھے اگر سونے چاندی کے سکے ہوتے تو انہیں پیسوں میں تبدیل کر لیتے کیونکہ انہوں نے اپنے خلیل سے سنا تھا:-

"جس نے سونے چاندی پر گرہ لگائی وہ اس کے مالک کے لئے انگارے ہیں"

عشقِ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم :- جب بھی حدیثِ جاناں کا ذکر کرتے تو فرماتے "میرے محبوب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھے وصیت کی ہے" "میں نے اپنے دوست سے سنا ہے" احنف بن قیس راوی ہیں کہ میں نے بیت المقدس میں انہیں ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا صرف اتنا کہتے تھا مجھے میرے محبوب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی "چیخ مارتے پھر کہتے مجھے میرے محبوب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خبر دی ہے اور چیخ مارتے پھر یہی کہتے۔ حتیٰ کہ چوتھی بار ضبط کر کے حدیث بیان کی۔

ایک مرتبہ خیال آیا کہ دنیا میں تو حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کر لیتے ہیں مگر آخرت میں کیا ہو گا جب حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہشت میں ہوں گے اور میرا وہاں جانا نہ جانا مشکوک ہے۔ تو آپ نے زیادہ مضطرب ہوئے کہ سیدھے آستانہ عالیہ پر پہنچے۔ جواب ملا۔ تم اسی کے ساتھ رہو گے جسے چاہتے ہو۔

جو بات ایک مرتبہ اپنے محبوب سے سن لی عمر بھر اس کو نبھادیا اسی لئے وصالِ نبوی کے بعد خود کو اسی حالت پر رکھا جس حالت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں چھوڑ گئے تھے۔ ؎

ہمارے بعد کہاں یہ وفا کے سلسلے
کوئی کہاں سے ہمارا جواب لائیگا

غیرت و حمیتِ دینی کے نمونے :۔

(۱) ایک مرتبہ حضرت ابوموسیٰ اشعری یمن کے گورنر تھے۔ حضرت ابوذر سے ملنے گئے تو ان کی کمر سے چمٹ گئے۔ اور کہتے جاتے تھے میرے بھائی مرحبا، میرے بھائی مرحبا، لیکن یہ کہتے جاتے تھے ہم سے دور رہو ہم سے دور رہو۔ دیر تک یہی سلسلہ جاری رہا لیکن بعد میں راضی ہو گئے۔

ایک مرتبہ مسئلہ کنز پر حضرت معاویہ سے بھی بگڑ گئے۔ اسی مسئلہ پر ایک مرتبہ لاٹھی اٹھائی اور کعب احبار رضی اللہ عنہ کا سر پھوڑ دیا۔ صرف لوگوں سے بگڑتے ہی نہیں تھے بلکہ محبوبانہ انداز میں مسکراتے بھی تھے۔

مزاحِ اَبی ذر رضی اللہ عنہ :۔ آپ کبھی مزاح بھی فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ ان کا نام لے کر کسی نے پوچھا کہ آپ ابوذر ہی ہیں تو فرمایا

" ہاں میری بیوی کا بھی یہی خیال ہے "

فائدہ :۔ سائل کے جواب میں صرف نعم "ہاں" کہدینا کافی تھا۔ صرف بات کو رنگین بنانے کیلئے فرمایا ہاں میری بیوی کا بھی یہی خیال ہے۔ ایک طرف بات رنگین بن گئی اور دوسری طرف سائل سے مزاح بھی فرمایا اس طرح سے اجنبی کا متکلم سے انس بھی بڑھتا ہے اور اجنبیت دور ہوتی ہے پھر بلا تکلف ایکدوسرے سے گفتگو ہوتی ہے یہ بھی حسن خلق کا ایک طریقہ ہے مزاح جائز و مباح اور حرام و مکروہ کی تحقیق فقیر کے رسالہ اسلامی پہیلیاں میں پڑھی جاسکتی ہے۔

تربیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :۔ ویسے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کی بدولت ہر صحابی رضی اللہ عنہ جملہ اغواث واقطاب کے سرتاج تھے لیکن بعض خوش قسمتوں پر خصوصی توجہ کرم ہوئی ان میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ بھی ہیں ان کی تربیت کے چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

(۱)۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک عجمی غلام کو برا کہا اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ابوذر تم میں جاہلیت ہے وہ تمہارے بھائی ہیں۔ خدا نے تم کو ان پر فضیلت دی ہے ان میں سے جو تمہارے موافق نہ ہو اسے بیچ دو اور خلقِ خدا کو عذاب نہ دو۔ (ابوداؤد کتاب الادب)

فائدہ :۔ اس کے بعد آپ کا یہ حال ہو گیا کہ خوراک و پوشاک وغیرہ سے آقا و غلام کا فرق ہی مٹا دیا کہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوذر رضی اللہ عنہ کو خصوصی حکم :-

۱۔ خود حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا :- میرے خلیل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ مسکینوں سے محبت کروں اور ان سے ملتا جلتا رہوں اور فرمایا میں اپنے سے کم رتبہ لوگوں پر ہمیشہ نظر کروں اور اپنے سے بلند مرتبہ لوگوں پر نگاہ نہ ڈالوں ۔

۲۔ نیز حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بلایا اور فرمایا کیا تم ایسی بات پر بیعت کرو گے کہ اس کے بعد تمہارے لئے جنت ہے میں نے عرض کیا جی ہاں اور ہاتھ بیعت کیلئے پھیلا دیئے۔ آپ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں تم سے عہد لینا چاہتا ہوں کہ تم کسی آدمی سے کسی چیز کا سوال نہ کرنا حتیٰ کہ اگر تمہارے گھوڑے سے کوڑا بھی نیچے گر جائے تو اتر کر خود لینا دوسرے سے نہ مانگنا۔

نتیجہ، تربیت :-

ظاہر ہے کہ تربیت کنندہ جتنا کامل تر ہو گا تربیت یافتہ بھی کامل واکمل ہو گا۔ ہر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تربیت نے گوہر آبدار بنا دیا لیکن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ خصوصی رنگ میں رنگے گئے۔

فائدہ :- آپ اکثر سواری گدھے پر کرتے، زمین پر آپ نے کبھی مکان کیلئے دیوار نہ بنائی، ہمیشہ کمبل کے خیموں میں رہائش اختیار کرتے، مدینہ شریف شام یا زبدہ جہاں بھی رہے یہی آپ کا مکان ہوتا بستر ہمیشہ ٹاٹ کا ہوتا جس پر ہمیشہ یہ اصدق المسلمین آرام فرماتے۔ آپ کا اصل طرۂ امتیاز نسبت

رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا احترام ہے جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحلت کے بعد کسی لمحہ میں آپ نے مجروح نہیں ہونے دیا اپنی زندگی کو جس صبغت اللہ میں آپ نے رنگین کیا تھا وہی رنگ اب سارے زمانے پر غالب کر دینا چاہتے تھے احقاقِ حق اور ترویج سنت کا فریضہ آپ نے تا دم حیات سرانجام دیا۔ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے اس عظیم تلمیذ کو اس کی زندگی کے مختلف مراحل کیلئے خطوطِ عمل مرتب کرا دیئے تھے۔

غیبی خبر :-

"مسند احمد میں ہے کہ جناب ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم فرما دیا تھا کہ جب مدینہ کی آبادی جبلِ سلع تک پہنچ جائے تو تم شام کیطرف کوچ کر جانا"

اس سے پہلے ابوذر رضی اللہ عنہ دمشق میں تھے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ بلایا تو انہوں نے دیکھا کہ مدینہ شہر کی آبادی بڑھ کر کوہ سلع تک پہنچ چکی ہے یہ دیکھتے ہی آپکی زبان سے نکلا۔

"بشر اھل المدینۃ لغارۃ شعوباً وحرب تذکار"

(کامل ابن اثیر ص ۴۲ ج ۴) "خبر دے دو مدینہ والوں کو ایک تباہ کن غارت گری کی اور یاد رہ جانے والی جنگ کی"

آپ شام کی جانب چلے گئے

علمِ غیب پر عقیدہ کی پختگی :- سنتِ نبویہ کی نوک پلک میں جہاں کہیں بھی ناہمواری آتے ہوئے دیکھتے آپ بڑی شد و مد سے اس کے خلاف

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آواز بلند کرتے اور اصلاح کی جانب لوگوں کو بلاتے۔ شام کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد ایک موقع پر آپ نے فرمایا:۔

"خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ سچائی بجھ رہی ہے اور جھوٹ زندہ کیا جا رہا ہے۔ سچے جھٹلائے جا رہے ہیں، بغیر تقویٰ کے لوگ خود غرضیاں اختیار کر رہے ہیں" (البلاذری ص۵۴ ج۵)

حق گوئی:۔ البلاذری لکھتے ہیں کہ امیر معاویہ نے دمشق میں اپنی "الخضراء" نامی عمارت بنوائی تو اسی دوران ابوذر ان کے پاس آ پہنچ گئے اور فرمایا "تم یہ جو محل بنوا رہے ہو ظاہر بات ہے کہ خیانت ہے اور اگر اپنے ذاتی سرمائے سے بنوا رہے ہو تو اسراف کر رہے ہو۔

اسی طرح کچھ لوگوں نے حضرت ابوذر سے کہا کہ امیر معاویہ بیت المال کے خزانہ کو خدا کا مال کہتے ہیں" حضرت ابوذر کو پتہ چلا تو پہنچ گئے اور ان سے فرمایا "کیسے ہے تم مسلمانوں کے مال کو خدا کا مال کہتے ہو"

امیر معاویہ: خدا آپ پر رحم کرے کیا ہم خدا کے بندے نہیں ہیں مال جس کے پاس جو بھی ہے اللہ کا نہیں ہے پھر کس کا ہے؟

ابوذر: ایسا نہ کہا کرو مسلمانوں کے خزانہ کو مسلمانوں کا مال کہو خدا کا تو سب کچھ ہے۔

فائدہ:۔ حضرت ابوذر کے مصاحبین میں سے ایک کا بیان ہے کہ خود ان کا یہ حال تھا کہ اگر ان کا کل اثاث البیت اگر جمع کیا جاتا تو اس شخص کی چادر کے دام کا نہ نکلتا (اور قریب کے ایک آدمی کی چادر کی طرف اشارہ کیا)

جعفر مہران بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے گھر کا کل سامان دو درہم سے زیادہ کا نہیں تھا (ابن سعد ص۱۷۱ ج۴)

ایک بار شام کے امیر نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس تین سو اشرفیاں بھیجیں کہ وہ اپنی ضرورت میں خرچ کریں" انہوں نے کہا "کیا اسے میرے سوا کوئی نہیں ملا تھا جسے وہ دھوکہ دیتا۔ ہمیں تو محض سر چھپانے کو سایہ، دودھ کیلئے بکریاں اور خدمت کیلئے ایک لونڈی چاہیئے۔ اس کے سوا جو بھی ہوگا وہ ضرورت سے زیادہ ہوگا (حلیۃ الاولیاء ص۱۶۲ ج۱)

نصائح ابوذر رضی اللہ عنہ:۔

خود ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

۱۔ دو ناپسندیدہ چیزیں میرے لئے کس قدر خوش آئند ہیں وہ ہیں موت اور فقر"

۲۔ آپ فطرتاً عزلت نشینی کو پسند فرماتے تھے۔ عہد رسالت کا پاکیزہ ترین زمانہ گذر جانے کے بعد آپ اکثر محو فکر رہتے اور غم یار میں غمگین آپ کی اہلیہ صاحبہ سے کسی نے آپ کے احوال دریافت کئے تو انہوں نے بتایا کہ "کان النہار جمع یتفکر" دن بھر تصور و فکر میں گذرتا۔

۳۔ عمران بن حکام نامی ایک راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک مسجد میں تنہا نشین دیکھا تو پوچھا کہ آپ نے تنہائی کیوں اختیار کر لی فرمایا "میں نے اپنے خلیل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ تنہائی برے ہمنشین سے بہتر ہے"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۴۔ آپ نے فرمایا "لوگ موت کیلئے پیدا ہوتے ہیں، ویران ہونے کیلئے آباد کرتے ہیں فنا ہونے والی چیزوں کی حرص و طمع کرتے ہیں اور باقی رہنے والی چیزوں کو ترک کرتے ہیں "

ابو اسماء رحبی روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابوذر سے ملاقات کرنے کیلئے ربذہ گئے اور اپنی اہلیہ کیطرف رُخ کر کے کہنے لگے "یہ عورت مجھ سے کہتی ہے کہ عراق جاؤ اس لئے تاکہ میں وہاں جاؤں گا تو لوگ مجھ کو دنیا کی دولت دیں گے اور میرے خلیل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جہنم کے پل کے سامنے پیر پھیلانے والا راستہ ہے اور تم لوگوں کو اس پر سے گزرنا ہے اسلئے بوجھ ہلکا ہی رکھنا چاہیئے۔ (ابن سعد صـ۱۶۶ ج ۴)

حکایت :۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنی صاف گوئی میں بڑی سے بڑی شخصیتوں کو بھی درخورِ اعتنا نہ سمجھتے تھے۔ حضرت ابودرداء کو انہوں نے دیکھا کہ مکان تعمیر کروا رہے ہیں، فرمایا "آخر تم لوگوں کی گردنوں پر پتھر اٹھوا لیا" ابودرداء بولے ارے بھئی میں تو ایک مکان بنوا رہا ہوں" مگر وہ بار بار وہی جملہ دہراتے رہے۔

ابودرداء نے کہا کہ شاید آپ کو میرا یہ مکان بنانا اچھا نہ لگا؟ ابوذر نے جواب دیا "کاش میں تمہارے پاس سے گذرتا اور تم کو گھر کی دہلیز پر پاتا یہ اس سے بہتر ہوتا جس حال میں میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔

حکایت :۔ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں آپ نے ایک تلوار دیکھی جس کے قبضہ پر کچھ چاندی لگی ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر بولے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے :۔

"جس نے پیلے اور سفید سونا چاندی سے چھیڑ کی انہی سے قیامت میں داغا جائے گا " ابوہریرہ نے فوراً وہ تلوار پھینک دی۔

یہ واقعات یہ ثابت کرتے ہیں کہ جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قلوب میں اس دیوانۂ رسول، شیدائے مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کس قدر مقام تھا وہ سب محسوس کرتے تھے کہ ابوذر جو کچھ کہتے ہیں وہ سب صحبتِ رسول کی سرمستیوں کا اثر ہے۔

فنِ نحو کے امام ابوالاسود دئلی نے مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سچ فرمایا " زرت اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فما رأیت لابی ذر شبیھا،، (مسند احمد صـ۱۶۱) حضور کے صحابہ کی میں نے زیارت کی ابوذر جیسا کوئی نہ دیکھا"

حکایت :۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری جو یمن کے گورنر تھے مدینہ آئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کیلئے حاضر ہوئے اور انہیں دیکھتے ہی ابوذر ان پر خفا ہوگئے ابوموسیٰ اشعری ان کی کمر سے لپٹ گئے اور مرحبا یا اخی مرحبا یا اخی! کہتے جاتے تھے اور دوسری طرف حضرت ابوذر کی زبان پر تھا "الیک عنی الیک عنی" مجھ سے دور رہو مجھ سے دور رہو۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری نے جب انہیں برہم دیکھا تو کہا دور کیوں رہوں! تم میرے بھائی ہو " آپ نے فرمایا اب تم میرے بھائی کہاں رہے، تم سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

برابری اسوقت تک تھی جب تم حامل نہیں ہوئے تھے ۔ بہر حال دیر تک یہی کشمکش ہی پھر کہیں جاکر نرم ہوئے اور رحمت و رافت اور محبت کی فطری مسکراہٹ سے پیش آئے (حلیۃ الاولیاء ص۱۶۱ ج ۱)

اجتہادِ ابی ذر رضی اللہ عنہ :۔

نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر صحابی مجتہد تھا لیکن ضروری نہیں کہ اجتہاد امت پر بھی ضروری ہو، تعلیم نبوی کی معجزانہ اثر انگیزی نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے دل سے سونے، چاندی، زر و جواہر، مال و متاع، جاہ و جلال، منصب و عزت ظاہری کی محبت کو دھو دیا تھا وہ دنیا میں عہدِ رسالت کی سادگی کو رواج دینا چاہتے تھے۔ جس رنگ میں خود رنگے ہوئے تھے اسی رنگ میں زمانہ کو سرشار دیکھنا چاہتے تھے، دنیا میں لوگ بھوکے اور ننگے ہوں، اہلِ ثروت انہیں دیکھتے ہی دولت کے انبار جمع کریں آپ اس کو ناروا سمجھتے تھے۔ آپ امراء مسلمین کی دولت و حشمت اور شان و شوکت پر نکتہ چینی کرتے تھے ۔ آپ تمام دولت مندوں اور مالداروں کو جو جمع کنز کرتے اس آیت کے ضمن میں شمار کرتے جو آپ کا منفرد فقہی موقف ہے۔

" والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون "

"جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے خدا کی راہ میں صرف نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو جس دن یہ چیزیں جہنم کی آگ میں تپائی جائیں گی پھر ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پشتیں ان سے داغی جائیں گی اور کہا جائے گا یہ وہی ہے جسے تم اپنے لئے جمع کر کے رکھتے تھے پھر آج اس کا مزہ چکھو۔"

اس آیت سے متصلاً پہلے یہود و نصاریٰ کا ذکر ہے حضرت امیر معاویہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت انہی کے بارے میں ہے۔ حضرت ابوذر اسکو یہود و نصاریٰ اور اہلِ ایمان مسلمانوں کیلئے بھی سمجھتے ہیں جو دولت راہِ خدا میں دینے سے چھپاتے ہیں۔ حضرت امیر معاویہ وغیرہ کا کہنا تھا کہ یہ حکم صرف زکوٰۃ کے متعلق ہے۔ اس مسئلہ میں کعب احبار نے انہیں فہمائش کرنا چاہی تو ان پر لاٹھی چلا دی اور غضبناک ہو کر فرمایا:

" تو اس کو کیا سمجھ سکتا ہے قیامت کے دن ایسے شخص کے قلب تک کو بچھو ڈنک ماریں گے " (حلیۃ الاولیاء ص۱۶۰ ج ۱)

نظر میں بس گئی عہدِ نبی کی سادگی ان کو
تمول میں قرار آئے تو کیوں بوذر غفاری کو
وہ مے اخگر بنی نے جن کو پلایا ہو سینے سے
بھلا خاطر میں وہ کسطرح لائے دنیاداری کو

کامل ابن اثیر میں ہے کہ امیر معاویہ نے بطور آزمائش ایک شب ایک شخص کے ہاتھ ایک ہزار اشرفیاں دے کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے پاس بھیجا اور اسی شخص کو صبح فجر کی نماز کے بعد پھر بھیجا اور کہا کہ جاکر ان سے کہو کہ مجھ سے غلطی ہوئی امیر معاویہ نے کسی اور کو دینے کیلئے بھیجا تھا، میں بھول میں آپ کو دے گیا۔ وہ اشرفیاں مجھے واپس دے کر مصیبت سے رہائی بخشئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بیٹا تمہاری اشرفیاں تو اسی رات ہی ان کے حقدار غرباء اور مساکین کو بھیج دی گئیں، میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ امیر معاویہ سے کہنا اگر وہ کہیں تو تین روز کا موقع دیں تاکہ میں کہیں سے انتظام کرسکوں۔ امیر معاویہ نے سن کر اقرار کیا بیشک ابوذر جو کہتے ہیں وہ کرتے بھی ہیں۔ (کامل ابن اثیر ص۱۱۳ ج۳)

مکالمۂ عثمان و ابوذر رضی اللہ عنہما

:۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جو کچھ کہتے اور کرتے تھے وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت میں کرتے تھے اور یہ حکم رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی تابعداری تھی کہ اطاعت امیر کا بھی پورا حق ادا کرتے تھے۔

کسی طرح آپ کو شبہ ہوا کہ امیرالمومنین سرکار ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کچھ ناراض ہیں فوراً چل پڑے اپنے قبیلہ کے کچھ لوگوں کو ہمراہ لے کر در دولت پر جا پہنچے۔ عام طور پر امیرالمومنین رضی اللہ عنہ کے دولت خانہ میں جس راہ سے لوگ نہیں جایا کرتے تھے آپ اس طرف سے یکایک جا پہنچے السلام علیکم کے بعد بلا توقف لائق کہنے لگے۔

"اے امیرالمومنین کیا آپ مجھے بھی ان لوگوں مفسدوں میں سمجھتے ہیں جو قسم خدا کی

نہ میں ان لوگوں میں سے ہوں اور نہ ان لوگوں کو جانتا ہوں کہ وہ کون ہیں؟ ان کی علامت تو گھٹے ہوئے سر ہیں۔ وہ دین سے اس طرح دور ہوں گے جیسے شکار کو تیر توڑ کر نکل جاتا ہے اگر آپ مجھے پالانوں کی لکڑیوں میں لٹکنے کا حکم دیں تو میں ابھی لٹک جاؤں گا اور لٹکا رہوں گا جبتک کہ آپ چھوڑنے کا حکم نہ دیں۔ اسی طرح اگر آپ فرمائیں کہ کھڑا ہو جا تو میں ہرگز بیٹھ نہیں سکتا تاوقتیکہ آپ بیٹھنے کو نہ کہیں"......

اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اٹھے اور لپٹا کر اپنے قریب بٹھا لیا۔ (ابن سعد ص۱۶۶ ج۴)

تم گلے مل گئے گلہ نہ رہا
دل کا اب کوئی مدعا نہ رہا

حکایت :۔ جن دنوں آپ ربذہ میں قیام پذیر تھے ابن سبا فتنہ پرداز آپ کے پاس پہنچا اور آپ کو سیدھا سادہ سمجھ کر امیرالمومنین کے خلاف اکسانے اور بھڑکانے کی باتیں کرنے لگا اس کی سب سننے کے بعد آپ نے جواب دیا

"مجھ پر یہ باتیں پیش نہ کرو۔ اپنے امیر کو ذلیل کرنے کی سعی نہ کرو جس نے ایسا کیا اس کے لئے توبہ کا دروازہ بھی بند ہو جاتا ہے۔ خدا کی قسم عثمان مجھے اونچی سے اونچی لکڑی اور بلند پہاڑ پر چڑھا کر پھانسی بھی دیں تو اسے قبول کروں گا، صبر کروں گا اور خدا سے ثواب کی امید رکھوں گا اور اسی کو اپنے لئے بہتر سمجھوں گا" (ابن سعد ص۱۶۵ ج۴)

حکایت :۔ ایک حج کے دوران منیٰ میں شورش ہوا کہ امیرالمومنین نے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قصر کی بجائے پوری نمازیں پڑھیں، چونکہ یہ حضور اور شیخین کے طریقے کے خلاف تھا اسی لئے خبر گرم ہو گئی وجہ دراصل یہ تھی کہ یمن کے بعض بدوؤں نے منیٰ کی قصر نماز دیکھ کر اس کی بنیاد پر گھروں میں مشہور کر دیا تھا کہ اب چار رکعت والی نمازیں دو دو ہو گئی ہیں اور امیر المومنین نے اسی سال منیٰ میں نکاح بھی کیا تھا اس لئے اقامت کی نیت کر کے پوری نماز ادا فرمائی مگر سب کو حقیقت حال فوراً کیسے معلوم ہوتی۔

حضرت ابوذر کو پتہ چلا تو جلال میں آ گئے اور کہا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ منیٰ میں ہمیشہ دو رکعت (قصر) پڑھیں سننے والوں نے سخت کلام سنا اور یہ تیور دیکھا تو خیال کیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کے مطابق ہی کریں گے۔

مگر جب آپ نماز کیلئے اٹھتے تو خود بھی چار رکعت ہی ادا فرماتے لوگوں نے آپ سے پوچھا آپ نے خود تو ایسا کہا اور خود چار رکعتیں پڑھیں، اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ایک امیر ہونے والا ہے دیکھو! اس کو کبھی رسوا نہ کرنا جس نے اسے ذلیل کرنے کے بارے میں سوچا اس نے اسلام کے طوق کو گردن سے نکال باہر پھینکا"۔ (مسند احمد ج ۵)

غزوۂ تبوک اور ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ:۔

غزوۂ تبوک میں صحابہ کرام بڑی آزمائش میں ڈالے گئے صحابہ کرام میں سے بعض اسمیں شریک ہونے سے رہ بھی گئے، کھجوروں کی فصل تیار ہونے کا

زمانہ قریب تھا، صحابہ کرام دیکھ رہے تھے کوئی پیچھے تو نہیں رہ گیا، اتفاق سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ایک منزل پر موخر ہو گئے جب قافلۂ نبوی آگے نکل گیا کسی نے کہا کہ ابوذر چلے گئے، وہ تو بھاگ رہے ہیں۔

حضور اقدس صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے اس جانباز پر کیا اعتماد تھا یہ دل ہی کے دل سے پوچھنے کی بات ہے آپ کو لوگوں کی یہ بات بیحد ناپسند ہوئی آپ نے لوگوں کی باتوں کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ، فرمایا "جانے دو اگر اس میں خیر ہوگا تو خدائے تعالےٰ سے تم لوگوں کو ملا دے گا"

کچھ دیر بعد لوگوں نے دیکھا کہ پیچھے سے کوئی شخص سر پر تھوڑا سا سامان اٹھائے دوڑتا بھاگتا چلا آ رہا ہے۔ پا پیادہ یکہ و تنہا، ہانپتے کانپتے دل، لوگوں نے خیال کیا کہ ابوذر تو اونٹ پہ سوار ہیں یہ پیدل آنے والا شخص کوئی اور ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان معجز بیان سے نکلا کن اباذر۔ ابوذر ہی ہوں۔

اور قریب آئے تو صحابہ کرام پکار اٹھے ابوذر ہی تو ہیں، ابوذر ہی ہیں، معذرت خواہانہ کہنے لگے میں پیچھے رہ گیا۔ قافلہ دور نکل چکا تھا اونٹ کو بہت چلانے کی کوشش کی جب وہ ساتھ نہ دے سکا تو اسے چھوڑ دیا اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا۔

رسول غیب داں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے غلام پر پیار آ گیا آپ نے ارشاد فرمایا رحمہ اللہ اباذر یمشی وحدہ ویموت وحدہ ویبعث "اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحم فرمائے یہ اکیلے چلتے ہیں اکیلے مریں گے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اکیلے اٹھائے جائیں گے۔ ؎

دیوانگیٔ عشق بڑی چیز ہے سیماب
یہ ان کا کرم ہے جسے دیوانہ بنا لیں!

تبصرۂ اویسی غفرلہٗ

(۱):۔ حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دور رس نگاہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی صرف تین جملوں میں بیان فرمادی "کہ اکیلے چلتے ہیں (دیکھئے) ناظرین نے تفصیل پڑھی کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی زندگی کا ہر گوشہ تنہا گزارنے میں کیسے گزرا۔

(۲) "یموت وحدہ" اکیلے مریں گے۔ آنے والے اوراق میں فقیر سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کے وصال کی تفصیل عرض کرے گا اسی لئے قارئین کو یقین ہونا چاہیئے کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جیسے فرمایا ویسے ہی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے وصال کے لمحات معرضِ وجود میں آئے۔

(۳) قیامت میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا تنہا اٹھنا بھی ہم آنکھوں سے دیکھیں گے۔ (انشاءاللہ تعالےٰ) اس سے اہلِ سنت کے عقیدۂ علمِ غیب کی تصدیق ہوتی ہے اسی لئے امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا ع

اور غیب آپ سے کب نہاں ہو بھلا
جب خدا ہی تم سے نہ چھپا تم پہ کروڑوں درود!

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا سفرِ آخرت:۔

(از ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۱۹ جون ۱۹۹۰ء)

:۔ مناظر احسن دیوبندی :۔

ہجرت کا چھتیسواں سال اپنی ہستی فنا کرتے ہوئے اپنے آخیر مہینے ذی الحجہ میں قدم رکھ چکا ہے عرب و عجم کی بیشمار روحیں عشقِ الٰہی میں سرشار و مست ہو ہو کر مکہ معظمہ کی وادیوں میں پھیل رہی ہیں عراق کے مسافر ذات عراق کے راستے سے ربذہ کی پر فضا منزل سے گزر کر۔ "لبیك اللھم لبیك لا شریك لك لبیك" کی دل گداز آوازوں سے ان دبی چنگاریوں کو بھڑکا رہے ہیں جنہوں نے ابوذر کے سینے کو آتشدان بنا رکھا تھا۔

ربذہ کے سامنے سے جو حاجی مستانہ لباس میں یا برہنہ گزرتا اگر وہ کچھ نہیں کرتا تھا تو کم از کم ابوذر کے دل کو ضرور روند ڈالتا تھا۔ خصوصاً اس سال کہ تمام محروسۂ اسلام میں یہ اعلان عام طور سے شائع ہو گیا ہے کہ اس سال بھی مدینہ کا روحانی و جسمانی سلطان اپنے حقیقی مالک قدس کے آستانے پر جبینِ نیاز جھکانے آئے گا یعنی عام طور پر یہ خبر گرم تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس حج میں بھی شریک ہوں گے۔

دور دور سے لوگ بیک کرشمہ دو کار کے اصول کو پیشِ نظر رکھ کر مکہ اُمڈے چلے آتے ہیں کہ حقیقی و مجازی دونوں جمال و جلال کا نظارہ ایک ہی سفر میں ملتا ہے۔ مختلف ملکوں کے صوبہ داروں، والیوں کے نام بھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پروانے جاری کیے گئے تھے کہ اس سال خدائے واحد کے دربار میں آکر
بیعت اللہ کے خادم عثمان سے مل جائیں

الغرض اس سال کی مختلف خصوصیتوں نے عشق کے بازار کو بہت زیادہ گرم و تیز کر دیا تھا اور ظاہر ہے کہ اسی حالت میں ربذہ کے درویش کی آگ بھی جس قدر اشتعال انگیز ہو کر بھبک رہی ہوگی اس کی کوئی انتہا نہیں ہو سکتی نتیجہ یہ ہوا کہ آخر بیماری دل نے کام تمام کیا۔ مدت سے آہستہ آہستہ سلگنے والی آگ دل و جگر کے ہر ریشہ میں پیوست ہو گئی۔ جو جسم انسانی تھا وہ از فرق تا بقدم انگارہ اور فقط انگارہ ہو کر دہکنے لگا۔ حتیٰ کہ طاقتِ رفتار نے ساتھ چھوڑ دیا۔ قوتوں نے جواب دیا اور جو کہ سامانِ سفر میں مصروف تھا بسترِ مرض پر یاس و ناکامی کی چند ٹھنڈی یادوں کے بعد اسطرح لیٹ گیا کہ پھر کبھی نہ اٹھا۔

دنیا والے سمجھا کہ کوئی مادی بیماری ہے لیکن جنہوں نے آپ کے حالات کا مطالعہ ابتداء سے کیا تھا وہ سمجھ گئے کہ جو چرکا مکہ کے کسی جوتو نے پہلے لگایا گیا تھا وہ اب گہرا ہو کر بیماری کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ حتیٰ کہ ضعف نے آپ کو اس درجہ مجبور کیا کہ باوجود قرب کے سب سے آگے رہنے والا سر بازار آج سب سے پیچھے رہ گیا یا رکھ لیا گیا۔ آپ جس خیمے میں بیمار ہو کر پڑ گئے تھے اسی کے سامنے روزانہ حاجیوں کا قافلہ امنگوں یا ارمانوں کے ساتھ گذرتا تھا اور آپ کے دل پر رہ رہ کر چوٹ پڑتی تھی۔ آرزوؤں کا ولولہ اٹھاتا تھا اور تن زار کی کمزوری اگرانی، ایک عجیب کشاکش تھی، ہر بن مو سے گویا آواز

آ رہی تھی ؎

نہ بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے اور یاں
طاقت بقدرِ لذتِ دیدار بھی نہیں

ضعف کا یہ حال کہ دو قدم چلنا بھی دوبھر تھا اور حسرتوں کی وہ سینہ زوریاں کہ جسطرح بھی ابراہیم کے سر پر چلنے والی بجلی یا فاران والی فارقلیط کی روح کو منور کرنے والی تجلی ایک دفعہ دل و جان پر کوند جاتی۔

لیکن جہاں صرف اپنی خواہشوں کی پابندی ہو وہاں ان باتوں کو کون پوچھے آہ! کہ جس پردۂ جلال کے ناصیہ پر "ان اللہ غنی عن العالمین" اللہ تمام عالم سے مستغنی ہے آتشیں حروف میں لکھا ہوا ہو وہاں "میں یہ چاہتا ہوں" آواز کون سن سکتا ہے۔ ابوذر نے چاہا لیکن جسے اللہ چاہتا تھا اس نے نہ چاہا پھر کیا مجال تھی کہ ربذہ کا بیمار ایک قدم بھی چل سکتا۔ آخر یہی ہوا کہ بیماری اور نقاہت نے مجبور کیا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس پر شوکت حج میں شریک نہ ہو سکے کیا کرتے تھک کر ربذہ کے خیمے میں پڑ رہے۔

ربذہ کے باشندے ایک تو یوں ہی تھوڑے سے تھے۔ اس پر کل سرکاری آدمی ان بیچاروں کو کیا علم تھا کہ افق غیب میں کیا مستور ہے حضرت عثمان کی آمد کی خبر سن کر وہاں کے کل آدمی مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔

ربذہ بالکل خالی ہو گیا، زندہ نفوس میں وہاں صرف آپ کا ایک جسم بیمار اور آپ کے اہل و عیال رہ گئے اور بس۔ ادھر مناسک و زیارت کے دن بھی قریب آچکے تھے کہ مسافروں کی آمد و رفت کا سلسلہ بھی بند ہو گیا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سڑک بھی سنسان پڑی تھی۔

سبحان اللہ کسی کی زبان سے کچھ نکل گیا تھا، فقط اس کو پورا کرنے کیلئے کیا کیا سامان ہورہے ہیں۔ ابوذر رضی اللہ عنہ دمشق سے بلوائے جاتے ہیں، مدینہ سے ربذہ بھیجے جاتے ہیں حج کے بہانے سے ربذہ خالی کیا جاتا ہے اور آہ کہ وقت بھی وہ رکھا جاتا ہے کہ راہ کا راہی اور سڑک کا کوئی بھی مسافر میسر نہ آسکے۔

"این ہمہ خوف بلائے نیم جان می شود"

کہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ کی قوتوں کو مانو اور اس کے آگے سر بسجود ہو جاؤ"

غرض جب سارا سامان تیار ہوگیا، دیکھ لیا گیا کہ شرائط جو زبان سے ادا ہوئے تھے ٹھیک پورے ہوچکے ہیں کہ یکایک اسی ہو کے میدان میں جہاں چند جانوں کے علاوہ دور دور تک شاید کوئی پر مارنے والا پرندہ بھی موجود نہ تھا، ربذہ کی صوفی، خیمہ والی کالی تیمار دار عورت یعنی ابوذر رضی اللہ عنہ کی حرم محترم نے ایک چیخ ماری، خدا جانے انہوں نے کیا دیکھا اور کیسے دیکھا مگر فوراً ہچکیوں میں ملی ہوئی نرم آواز میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے بستر سے آواز آئی "تم کو کس نے رلایا"؟

بیوی صاحبہ" تمہارا وقت قریب آگیا ہے اور میں عورت ہوں اتنی قوت نہیں کہ اس پتھریلی زمین میں تمہارے لئے کھود سکوں۔ اور آہ کہ گھر میں ایک دیگچی بھی نہیں جس میں تمہیں لپیٹ کر دفن کرسکوں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ یہ سن کر نہایت سکون اور اطمینان کیساتھ ان

ساماؤں کا جو اصل منشاء تھا، اس کو ان الفاظ میں ظاہر فرمانے لگے:۔

"مت رو اس لئے نہ رو کہ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اس وقت آپ نے فرمایا کہ قطعاً تم لوگوں میں سے ایک شخص چٹیل سنسان وادی میں جان دے گا جس کے جنازے میں مسلمانوں کا ایک گروہ آکر شریک ہوگا اور میں اس دن سے اندازہ کر رہا ہوں کہ وہاں پر جتنے لوگ موجود تھے ان میں سب کے سب کسی شہر یا آبادی میں وفات پاچکے اور اب صرف میں اکیلا رہ گیا ہوں جو اس وقت اس وادی بے کس میں جان جانِ جاناں کے سپرد کررہا ہوں۔ بس جاؤ راستہ میں جاکر بیٹھو، مسلمانوں کی ایک جماعت ضرور آرہی ہوگی کیونکہ خدا کی قسم نہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے"

بیوی صاحبہ:۔ خدا جانے اب لوگ کہاں سے آئیں گے حاجیوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بند ہوچکا ہے راستہ بالکل سنسان پڑا ہے۔ آپنے فرمایا تم جاؤ تو سہی، جاکر دیکھو بھی تو! سمجھنے والوں کو اب جاکر معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس سے پہلے جو کچھ ہوا ہوگا

سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

کیلئے ہورہا تھا، غفار کا بہادر جوان صید گاہِ عشق میں کودا تھا اس پر جو تیر چلایا گیا تھا آج جاکر نشانے پر بیٹھتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی دھوتی یاس و ناکامی کیساتھ آپ کی بیوی صاحبہ اٹھیں اور سڑک کے کنارے آکر بیٹھ گئیں، مایوسانہ نگاہیں افق تک پھیلا کر کسی چیز کو انتہائی بے کسی کے ساتھ ڈھونڈھ رہی تھیں اور پھر ناکامیوں کے ہجوم میں واپس آجاتیں۔

یہ سلسلۂ آمد و رفت کا اسطرح قائم تھا کہ یکایک مبتلا کے چہرے سے نقاب اٹھا گیا اور اس کی خبر گرد و غبار کی صورت میں ایک جانب سے آگئی بیوی صاحبہ کا اس وقت کیا حال ہوا ہوگا، لکھنے کی ضرورت نہیں سوچنے کی ضرورت ہے۔ پردہ چاک ہوتا ہے اور اندر سے گرد میں اٹھائے اونٹوں کی ایک قطار انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ نمودار ہوئی۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ وہ اسطرح اُڑے چلے آرہے تھے کہ گویا بھاری پرندوں کی ٹولیاں زنانے بھرتی ہوئی آرہی ہوں۔ عربی عماموں والے شتر سوار گرد و غبار میں ڈوبے ہوئے اس پر سوار تھے۔ آناً فاناً وہ لوگ بیوی صاحبہ کے سر پر پہنچ گئے ان لوگوں کی نگاہیں یکایک آپ پر پڑیں اس عالم تنہائی میں ایک عورت کا اسطرح کھڑا رہنا حیرت میں ڈال دینے کیلئے کافی تھا، نکیلیں ڈھیل کر دی گئیں اونٹ روک دیئے گئے۔ جو آگے تھا اس نے آپ کو مخاطب کر کے پوچھا:۔ "بیوی صاحبہ آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں" آپ پر کیا حادثہ گزرا؟ بیوی صاحبہ:۔ مسلمانو! ایک آدمی بیچارہ مر رہا ہے خدارا اس کے دفن کا سامان کرو"!

اس کے بعد جو جملہ آپ کی زبان سے نکلا دل کے ٹکڑے اڑا دیتا ہے کلیجہ پاش پاش ہو جاتا ہے، بے نیازی کی بے نیازیوں کا مرقع کچھ اسطرح آنکھوں

کے سامنے عریاں ہوتا ہے کہ دل بیٹھا جاتا ہے:

اللہ اکبر ماتوں کو بیتابی کے ساتھ گھس گھس کر صبح کر دینے والا ابوذر، آہ کہ وہی ابوذر کہ جس نے عشق و سرمستی میں عمر کاٹ دی توحید و سنت کی اشاعت میں دربدر پھرنے والا ابوذر! محض آسمانی محبوب کی رضا جوئی میں دولت و امارت سے کنارہ کش ہونے والا ابوذر! صرف اسی کی پوجا کیلئے آبادیوں کو چھوڑ کر جنگل بکھیروں کیطرح زندگی گزارنے والا ابوذر آہ کہ وہی ابوذر آج ایک جنگل میں جان دے رہا ہے اور اسطرح دے رہا ہے کہ ان کی بیوی اللہ اللہ مسافروں کے سامنے اسلئے کھڑی ہیں کہ ان کے کفن کیلئے بھیک مانگیں۔

غنی مطلق کی استغنائے مطلق کی یہ کارفرمائیاں ہیں اس روحانی بادشاہ کی بیوی کی زبان سے یہ لفظ نکلا "مقربوں اور صدیقوں کا زہرہ آب ہوا جاتا ہے"

"اس بیچارے مسلمان کے پاس کفن نہیں ہے خدارا ان کے کفن کا بھی سامان کرو! خدا کے ہاں اچھا پاؤ گے"

شتر سوار نے پوچھا کہ وہ کون آدمی ہے؟

آواز آئی ابوذر صحابی رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ سن کر ہوش اڑ گئے، حواس خبط ہو گئے کہرام مچ گیا، سننے والوں نے شور برپا کر دیا غل تھا کہ "وہ ان پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں۔ وہ ان پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں"

اونٹوں کی پیٹھیں خالی ہو گئیں، کوڑے ان کی گردنوں میں لٹکا کر چیختے ہوئے گریاں و نالاں، افتاں و خیزاں، مریض کے خیمے کی طرف دوڑے۔ حضرت ابوذر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے بیوی کو ادھر بھیج کر اپنی بچی کو پکارا اور فرمایا ۔
" بیٹی ایک بکری ذبح کر لو اور اس کے گوشت کو فوراً آگ پر چڑھا دو ، گھر میں مہمان آ رہے ہیں جب وہ مجھے دفن کر لیں تو تم ان سے کہنا کہ ابوذر نے تم لوگوں کو خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک کھانا نہ کھا لیں اپنی سواری پر سوار نہ ہوں " اس کے بعد فرمایا کہ مسلمانوں کی ایک جماعت آنے والی ہے جو کھاتی پیتی نہیں لیکن خوشبو سونگھتی ہے " ایک نافہ مشک پڑا ہوا ہے اس کو گھسا کر پانی میں لاؤ اور تمام خیمہ پر اسے چھڑک دو " عنقریب وہ آنے والے ہیں ۔

روح جسم کو چھوڑ رہی ہے سکرات کا عالم طاری ہے لیکن اس وقت بھی جو خیال عملی صورت اختیار کر رہا ہے وہ وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں کہ علم عمل پر منطبق ہو جائے " خلیل ابوذر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے کہ مہمانوں کا اکرام کیا کرو پس گویا جان نکل رہی ہے لیکن جو قول اس میں منجذب ہو گیا تھا اس پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے ۔

خیر یہاں تو یہ سامان ہو رہے ہیں اتنے میں آہ و بکا کی غوغا میں شتر سواروں کی جماعت خیمے کے اندر آگئی مسلمانوں کی اس جماعت کو دیکھ کر جان بلب ابوذر کے بدن نے گویا ایک جھرجھری سی لی ، یکایک حجۃ الوداع کی آخری وصیتِ نبویہ " الا فلیبلغ الشاھد الغائب "
دیکھو جو یہاں موجود ہے وہ غیر حاضر لوگوں کو میرا قول پہنچا دے ۔
موت کی تمام سختیوں پر غالب آگئی ان لوگوں کو دیکھ کر فرمانے لگے

" تمہیں خوشخبری ہو تم لوگوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مژدہ سنا گئے ہیں " یعنی فرمایا تھا کہ " مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کے کفن دفن میں شریک ہوگی ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ تصدیق کہ فلاں شخص مسلمان ہے یا فلاں جماعت مسلمانوں کی ہے حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ جاں بخش گراں مایہ مژدہ اور کیا ہو سکتا ہے اس کے بعد حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا :۔

" ایک اور مژدہ سنو! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جن دو مسلمانوں کے درمیان دو بچے مر گئے ہوں یا تین بچے مر گئے ہوں اور ان کی موت پر انہوں نے صبر سے کام لیا ہو اور صبر پر ثواب کی امید لگائی ہو یہ دونوں ہمیشہ کیلئے آگ کے شعلوں سے جدا ہو گئے "

یہ تو ظاہر ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے جو یہ حدیث بیان فرمائی عموماً اس پر برانگیختہ کرنے والا تبلیغ کا جذبہ در پردہ تھا تاہم یہ بات البتہ قابلِ غور ہے کہ آپ نے خاص کر اسی روایت کو یہاں کیوں بیان کیا میں اس کا قطعی جواب تو نہیں دے سکتا پھر بھی قرائن و قیاسات کا مقتضیٰ ہے کہ آپ کو یہ بھی جتانا مقصود تھا کہ دیکھو! ابوذر اس دنیا سے جا رہا ہے مگر اپنے افعال و اعمال پر بھروسہ کر کے نہیں جاتا ، اپنے صدقات و خیرات پر اعتماد کر کے نہیں اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد نہیں کرتا ان چیزوں میں سے اس کو کسی پر غرہ نہیں کسی پر بھروسہ نہیں "

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہاں صرف ایک آس ہے کہ اس کے چند بچے مر چکے ہیں ارحم الراحمین شاید اسی کو بخشش و مغفرت کا ذریعہ بنا دیں فقط ایک یہی چیز ہے کہ جو ممکن ہے کہ رحمتِ ایزدی کو اسکی طرف متوجہ کر سکے اور اسی وقت پر کیا موقوف ہے بسا اوقات لوگوں نے آپ کو یہ کہتے ہوئے بھی سُنا :۔

"واللہ لوددت ان اللہ عزوجل خلقنی یوم خلقنی
شجرۃ تعضد وتوکل ثمرھا"

خدا کی قسم میرے دل کی یہ آرزو ہے کہ کاش حق تعالےٰ نے مجھے جس دن پیدا کیا (بجائے آدمی کے) اگر میں ایسا درخت بن کر پیدا ہوتا جو کاٹ دیا جاتا ہے اور جبتک کٹتا نہیں لوگ اس کے پھل کھاتے ہیں"

اور یہ تو ایک صوفیانہ نکتہ ہے کہ موت سے پہلے جس قدر خشیت و خوفِ خدا اپنے دل پر غالب کر سکتے ہو کر لو پھر جب موت کی گھڑیاں سر پر آجائیں اسوقت بیم و دہشت کو سینے سے باہر نکال کر امید و نجات و مغفرت سے دل کو لبریز کر لو شیخ البجازیا سوقت اسی شغل میں مصروف ہیں،

اس کے بعد آپ کے دل سے ایک شورش انگیز روح فرسا و حوصلہ گسل آواز اٹھی اور بصد حسرت و یاس اٹھی، صحابیٔ رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ؀ ہائے کاش کہ میرے پاس اتنے کپڑے ہوتے کہ میں اسمیں سما کر لے کفن بنا لیتا تو میں اس کے علاوہ کسی کفن کی ضرورت محسوس نہیں کرتا"

مگر یعنی (جو خدا کی مرضی ہے کہ اپنے کفن میں نہ لپیٹا جاؤں اور آپ لوگ

اپنا کفن دیں اب آپ لوگوں کو وصیت ہے میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے جو شخص بھی کفن دے وہ نہ تو کسی صوبے کا والی ہو نہ عریف اور نہ ڈاکیہ ہو" اتفاق تو دیکھو! کہ اس جماعت میں جتنے آدمی تھے قریب قریب ہر ایک ان عہدوں میں سے کسی ایک پر ممتاز تھا۔ صرف ایک انصاری جوان البتہ ایسا تھا جس میں یہ باتیں نہیں تھیں، وہی بول اٹھا کہ چچا میں آپ کی تمام شرطیں پائی جاتی ہیں اور میرے تھیلے میں دو چادریں بھی نئی رکھی ہیں جن کے سوت میری ماں کے ہاتھ نے کاتے ہیں بعض روایتوں میں ہے کہ ان چادروں کو میری ماں نے بُنا ہے اور ایک چادر یہ ہے جو میرے بدن پر پڑی ہے ملا کر تین کپڑے ہو جاتے ہیں جو کفن کیلئے کافی و وافی ہیں"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا ہاں تم میرے حسبِ منشاء ہو۔ بس انہی کپڑوں میں مجھے کفنانا"

اس گفتگو کے بعد اور کیا کیا باتیں ہوئیں مؤرخین اس سے ساکت ہیں البتہ ہاں طبقات ہی میں ایک اور روایت موجود ہے جو بظاہر بلکہ یقیناً اس روایت کے مخالف ہے۔ حافظ ابن قیم نے زاد المعاد میں اس تضاد پر تنبیہ بھی کی ہے اور بغیر کسی جواب کے آگے نکل گئے ہیں۔

میرے نزدیک راویوں سے اس میں چوک ہوئی ہے اقرب الی الصحت اسکی ترتیب یوں ہوتی ہے کہ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ "مجھے نہلا دھلا کر کفن پہنا کر سڑک پہلے جا کر ڈال دینا اور دیکھتے رہنا سب سے پہلے سواروں کی جو جماعت گذرے ان کو ٹھہرا کر کہنا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ یہ ابوذر صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تم لوگ اس کے کفن میں میری مدد کرو۔"

۸ ذی الحجہ ۳۲ھ

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

خدا کی ہر چیز خدا ہی کیطرف جانے والی ہے آخر وہ وقت عظیم آگیا، آسمان سے فرشتے اتر پڑے اور اس خستہ و نزار سوختہ و بریاں جان کو جس نے خدا جانے اس عنصری دور میں نشیب و فراز عالم کے کتنے دور دیکھے اور خود اس قفس خاکی میں بند ہو کر کیا کیا کیا تھا۔

اس کو لینے کیلئے دنیاوی غموں سے نجات دینے کیلئے قدسیوں کے جھرمٹ میں موت کا فرشتہ مشک بیز خیمہ میں اپنے میزبان کے پاس پہنچ گیا۔ حجابات اٹھنے لگے، ان دیکھی چیزیں نظروں کے سامنے چلتی پھرتی نظر آنے لگیں۔ ابوذر نے ٹوٹی ہوئی آواز میں دنیا والوں کو اس آخری لفظ سے مخاطب فرمایا "قبلہ کیطرف میرا رخ کردو"

اس آخری حکم کی آخری تعمیل کردی گئی اس کے بعد خلوص و سچائی کے اندر ڈوبے ہوئے الفاظ فضائے خیمہ میں اسطرح گونجے۔

"بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،

ان پاک آوازوں کیساتھ خاک و آتش باد کے کرے ایک تاباں روشنی اور مقدس تعلق سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو گئے۔

سراج منیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار سے دمکنے والا ماہتاب

ٹھیک ۸ ذی الحجہ کو ربذہ کے حوالی افق میں غروب ہو گیا۔

"انا للہ وانا الیہ راجعون"

نفس مطمئنہ "فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی" کی صدائے روح پرور زمین سے اٹھی اور جہاں بولی گئی پہنچ گئی جس نے اپنے کو خدا کیلئے بنا دیا تھا وہ نہایت امانت کیساتھ پیمانِ وفا کو پورا کرتے ہوئے جلال و جمال کی مستور کششوں میں غرق ہو کر جس کیلئے تھا اسی کے پاس چلا گیا۔

وما كان قيس هلكه هلك واحد
ولكنه بنيان قوم تهدم

مجذوبوں کا سردار رئیس الطائفہ، فقیری کی ایک جدید یادگار چھوڑ کر دنیا سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہو گیا۔ آنکھیں بند کی گئیں، انگوٹھے باندھے گئے، غسل دینے والوں نے نہلایا، انصاری نوجوان نے کپڑے نکال دئے اور اس جسم کو جس نے اسلام کے بعد خدا کی مرضی میں اپنی خواہشوں کو جذب کر رکھا تھا ایک غیر کے کپڑے میں کفنایا گیا حسب وصیت آپکا جنازہ اٹھایا گیا اور عام گذرگاہ پر لا کر رکھ دیا گیا۔

ادھر کوفہ کے استاذ المسلمین، معلم الامت، فقیہ الاسلام حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ عمرہ کا احرام باندھے ہوئے مع ایک جماعت کے مکہ مکرمہ کے ارادے سے تشریف لا رہے تھے۔

آپ کو اس المناک سانحہ کا علم تھا یا نہیں مجھے کیا معلوم تاہم بظاہر حال یہ تھا کہ آپ نہایت تیزی کیساتھ اپنے اونٹ کو بھگاتے ہوئے لا رہے تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قریب تھا کہ جس کا جنازہ بیکسی کے ساتھ راستہ میں پڑا ہوا تھا وہ سواری کے نیچے آجائے لیکن یکایک آپ ٹھٹھک گئے۔

جنازے کو اس طرح پڑا ہوا دیکھ کر اپنے اونٹ کو روک لیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی ٹھہرا لیا لوگ سڑک کے نیچے آنیوالوں کا انتظار کر رہے تھے ان لوگوں کو دیکھ کر سامنے آگئے اور کہا۔

"ابوذر صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان کے دفن میں ہم لوگوں کی مدد کیجئے"

ایک زبردست دھماکہ تھا جس نے اچانک ابن مسعود کی روح میں زلزلہ ڈالدیا۔ ابن البر کی روایت ہے کہ سنتے ہی آپ نے ایک چیخ ماری اور مجنونانہ اپنے اونٹ سے اتر پڑے روتے جاتے اور حالت وارفتگی میں آپ کی زبان سے یہ الفاظ جاری تھے "میرے دوست میرے بھائی" اخیر میں فرماتے:۔

"مبارک ہو تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ ہی فرمایا ہے کہ ابوذر اکیلا ہی چلتا ہے اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھے گا"

حتیٰ کہ کم از کم مرنے والا اپنے ساتھ کچھ نہیں لے جاتا تو اپنے گھر کا کفن بھی لے جاتا ہے لیکن ابوذر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی کا یہ حال ہے کہ کفن بھی اس کے ساتھ اپنا نہ تھا، لوگوں نے حضرت مسعود سے نماز کی درخواست کی، جنازہ آگے رکھا گیا۔ اسوقت کا نظارہ کتنا عظیم الشان اور دل ہلا دینے والا نظارہ ہوگا۔ سامنے اس کا جنازہ رکھا ہوا ہے جو اپنے محبوب کے اسی طرح

ملنے جارہا ہے جس طرح اسے چھوڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے جنازہ کا امام وہ شخص ہے جس کی مرضی دنیا کے سب سے بڑے آدمی کی مرضی قرار دی گئی اور جن کے عہد و علوم پر اعتماد کرنے کی وصیت خدا کے آخری پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام دنیا کو فرمائی۔

اور صف میں مبشرین کی وہ جماعت ہے جن کے اسلام کی تصدیق سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمائی اور جن کا بیشتر حصہ ان لوگوں پر شامل تھا جن کے ملک سے عرب کے بنی ہاشم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان کی خوشبو آئی، ابن سعد کا بیان ہے کہ پہلا گروہ کل یمانیوں پر مشتمل تھا۔ ابن کثیر نے دونوں گروہوں کے آدمیوں کی تفصیل بھی لکھی ہے میں بھی ان کی تفصیل یہاں سے نقل کرتا ہوں۔

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، اسود بن یزید، علقمہ بن قیس، نخعی مالک بن الاشتر نخعی، طلحال حبشی، حارث بن سوید تیمی، عمر بن عتبی السلمی، ابن ربیعہ سلمہ، ابوالعز تمیمی، ابو رافع مزنی، سوید بن شعبہ تمیمی، یزید بن معاد تمیمی، اخا القرثع الصبنی، اخو معضد الشیبانی، الغرض میدان میں بعد بیکسی جو دم توڑ رہا تھا محض اس کی خاطر تھی کہ کوفہ کی زمین ہلائی جاتی ہے فقیہ الاسلام معلم الامت کو زبردستی کھینچ کر جنازہ پر لا کھڑا کیا جاتا ہے تاکہ جاننے والے جانیں کہ خدا کیلئے جو مرتا ہے خدا اس کیلئے کیا کچھ کرتا ہے۔

مجھے بار بار حیرت ہوتی ہے کہ حج کا موسم جب ختم ہو رہا ہے، ایام حج بھی گزر رہے ہیں ایسے وقت میں عبداللہ بن مسعود کا مکہ آنا ایک محض بے موقع سی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بات معلوم ہوتی ہے۔ ان کو اگر آنا تھا تو پھر خواہ مخواہ چند دنوں کیلئے گھر کیوں چھوڑا میں اس معمہ کو بالکل نہیں سمجھ سکا۔ پھر اسپر ابوذر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ دیکھتے رہنا کوئی آتا ہوگا "عجیب اسرار ہیں جو علت و معلول کے سلسلے میں کسی طرح درج نہیں ہوسکتے رہ رہ کر میری زبان سے یہ مصرعہ جاری ہو جاتا ہے کہ ع اے زائر حرم غرض زیں طواف خانہ چیست

نماز کے بعد جنازہ اٹھا کن کاندھوں پر اٹھا اور کس کا تھا چشم بصیرت دیکھے اور رشک و ضبط کی موجیں دلوں سے اچھل اچھل کر تجمات کی رائیں ڈھونڈھنے والوں کو تڑپائیں۔

سب سے اہل منزل کے وہاں نے پر قافلے کے سب سے بڑے انسان کو لایا گیا۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور لوگوں کیساتھ قبر میں اترے ۔ اترکر اس سرچشمہ صدق و امانت کو جس سے زیادہ سچی زبان والے انسان پر آسمان نے کبھی سایہ نہیں ڈالا تھا اور نہ جس سے زیادہ صدق و راست باز بوجھ کو زمین نے اپنی پشت پر کبھی اٹھایا تھا زہد کی لپک کی عافیت اور شکم زمین میں ہمیشہ کیلئے مستور مخفی کر دیا گیا اور وہیں آج تک موجود مرد وزن کا عام زیارت گاہ ہے پس جو تنہا ہی چلا تھا تنہا ہی رہتا تھا وہ تنہا ہی عرصہ بود و آزمائش سے ہمیشہ کیلئے رخصت ہوگیا اور ربذہ کے صحرا میں تنہا ہی سویا ہوا ہے تا آنکہ جب اٹھنے کا دن آئے تو وہ اس دن بھی تنہا ہی اٹھے۔

حقیقی جذب و مستی کا چراغ گو اس کے بعد گل ہوگیا لیکن اس کے بعد بھی جہاں کہیں اس کی روشنی پائی گئی یا اسوقت بھی پائی جاتی ہے وہ اسی کی فیض ریز

شعاعوں کا نتیجہ ہے اور آئندہ عیسوی زہد و ورع کے نہری محمدی علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ و تحیۃ کیساتھ جہاں کہیں کبھی کوئی اجتماع کا اثر جاری ہے

"فرضی اللہ تعالیٰ عنہ وعن الذین اتبعو باحسان"

الغرض قضا و قدر نے جو کچھ چاہا وہ ہوا۔ دفن کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کے ساتھ چشم تر خیمہ میں آگئے۔ بیوی صاحبہ اور آپ کی یتیم صاحبزادی وہاں موجود تھیں، آپ نے تسلی و تشفی کے کلمات ان کو کہے خود بھی سنبھلے ان کو بھی سنبھالا۔ جب گونہ سکون پیدا ہو گیا تو چلنے کے ارادے سے اٹھے،

حضرت ابوذر کی صاحبزادی نے پوچھا کہاں تشریف لے چلے! ابا نے وصیت کی ہے اور خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک آپ لوگ کچھ کھا نہ لیں سوار نہ ہوں ، انہوں نے اپنی زندگی میں بکری ذبح کرا کے پکنے کا حکم دے دیا تھا جو کہ پک کر رکھی ہوئی ہے۔

یہ فرماکر کھانا پیش کر دیا۔ کھانا تو کیا کھایا جاتا لیکن مرنے والے کے اس خلوص کو دیکھ کر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دنگ رہ گئے ۔ اور رہنا چاہیئے تھا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر عمل کیا۔ جب دنیا میں وہ اپنی آخری سانس پر تھا اس کا یہ دعویٰ کہ " میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسطرح ملوں گا جس طرح آپ نے مجھ کو چھوڑا ہے" عملاً پر مدلل ہو جائے۔

الغرض جو کچھ کھایا جا سکا کھانے والوں نے کھالیا اس کے بعد عبداللہ بن مسعود

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنہ نے کیا کیا؟

طبری نے اس کے متعلق دو روایتیں درج کی ہیں، ایک میں یہ ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کے تمام اہل وعیال کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ جا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا۔

اور دوسری روایت یہ ہے کہ ان لوگوں کو تسلی دلاسہ دے کر آپ اسی وقت مکہ معظمہ روانہ ہو گئے۔ اور حضرت عثمان کو اس جانکاہ حادثے کی خبر دی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سخت صدمہ ہوا اور بجائے اصل راستے کے آپ مدینہ زبدہ کی طرف سے لے گئے توراستے میں زبدہ میں اترے اور تعزیت وغیرہ کر کے سب کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ آ گئے۔

الغرض خواہ یہ ہوا یا وہ ہوا اس پر دونوں روایتیں متفق ہیں کہ

"ضمه عثمان إلى اهله"

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر کے بال بچوں کو اپنے بال بچوں کیساتھ ملا لیا۔ "فجزاه الله عنی وعن المسلمين خير الجزاء" پھر دنیا نے ختم نبوت کے فیض صحبت کے آثار کو سرشاری و ہشیاری، بے کاری و باکاری، خواب و بیداری، نیستی و ہستی کی اس عجیب ترکیبی وجود کو کبھی نہیں دیکھا۔

(نوٹ) یہ مضمون دیوبندی فرقہ کے ایک معتمد علیہ اور محقق، مناظر احسن کا مرتبہ ہے۔ جو اس نے میرے مطالعہ کے مطابق کتب ذیل سے مضمون تیار کیا ہے۔ ۱۔ الاستیعاب ص۸۳ ج۴، ۲۔ تاریخ طبری ص۶۶ ج۵ (مطبوعہ مصر)

۳۔ کامل ابن اثیر ص۵۱
۴۔ طبقات ص۱۶۲ ج۴
۵۔ بخاری ص۵۴۳ ج۱
۶۔ مستدرک
۷۔ تہذیب الکمال
۸۔ زاد المعاد ابن القیم
۹۔ تہذیب التہذیب ص۴۲۰ ج۲
۱۰۔ تذکرۃ الحفاظ ص۱۵ ج۲
۱۱۔ کامل ابن اثیر ص۱۱۳ ج۴
۱۲۔ ترمذی شریف
۱۳۔ البلاذری ص۵۴ ج۷
۱۴۔ بیہقی ص۱۴۴
۱۵۔ مسند احمد ص۱۸۱ وغیرہ وغیرہ۔

فقیر خود بھی ان کتب کے علاوہ ان سے بہتر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا وصال نامہ تیار کر سکتا تھا لیکن مخالفین کمالات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ مانتے اب بھی مانیں گے نہیں لیکن شرک کے فتویٰ سے خاموشی اختیار کریں گے، فقیر نے ان کے معتمد علیہ محقق کا مضمون لکھا ہے اور ان کے معتمد علیہ رسالہ ہفت روزہ خدام الدین لاہور" اور اس مضمون کی اہمیت کے پیش نظر اس کو بار بار مکرر اسے شائع کیا ہے ① ۱۹۶۱ء و ۱۸ اپریل کی اشاعت میں ② ۱۹۶۲ء و ۱۹ جون کی اشاعت میں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

اس مضمون میں مندرجہ ذیل امور قابل توجہ ہیں۔ جو مسلک اہلسنت کے مؤید ہیں اور مخالفین کے لئے زہر قاتل۔

۱۔ سبحان اللہ کسی کی زبان سے کچھ نکل گیا تھا اسی ارشاد نبوی علی صاحبہا السلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی طرف اشارہ ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ابوذر تنہا مرے گا۔ خبر یہ علم غیب "ما فی الغد" کل کیا ہوگا۔ مخالفین کہتے ہیں کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کیلئے "ما" ماننا شرک ہے اس لئے وہ "خمس لا یعلمہن الا اللہ" پڑھتے پڑھتے نہیں تھکتے۔ اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ یہ پانچ علوم بھی اور بھی بہت کچھ اللہ تعالٰی نے اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اور آپ کے طفیل اولیائے کاملین کو بھی۔

۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیوی کو مایوس دیکھ کر تسلی دی کہ مت رو۔ اس لئے نہ رو کہ صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھا اس وقت آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قطعاً تم لوگوں میں سے ایک شخص ایک چٹیل سنسان وادی میں جان دے گا جس کے جنازے میں مسلمانوں کا ایک گروہ آکر شریک ہوگا اور میں اس دن سے اندازہ کر رہا ہوں کہ وہاں پر جتنے لوگ تھے ان میں سب کے سب کسی شہر یا آبادی میں وفات پا چکے اور اب صرف میں اکیلا رہ گیا ہوں جو اسوقت اس وادی بیکسی میں دم توڑ رہا ہوں پس جا، راستہ پر جاکر بیٹھ، مسلمانوں کی کوئی جماعت ضرور آرہی ہوگی کیونکہ خدا کی قسم نہ میں جھوٹ بول رہا ہوں اور نہ ہی مجھ سے جھوٹ کہا گیا ہے۔"

اس سے یہ یقین ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی عقیدہ تھا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنے والے جملہ حالات کے ذرہ ذرہ کا علم ہے جیسا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ثابت ہو رہا ہے۔

(۳) نہ صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلکہ آپ کے غلاموں کو بھی اللہ تعالٰی آنے والے حالات سے آگاہ فرماتا ہے بیشمار واقعات سے ایک واقعہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ بوقتِ وصال آپ نے بیوی صاحبہ کو ادھر بھیج کر اپنی بچی کو پکارا اور فرمایا،

"بیٹی ایک بکری ذبح کر دو اور اس کے گوشت کو فوراً آگ پر چڑھا دو گھر میں مہمان آرہے ہیں جب وہ مجھے دفن کرلیں تو تم ان سے کہنا کہ ابوذر نے تم لوگوں کو خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک نہ کھالیں اپنی سواریوں پر سوار نہ ہوں"

اس کے بعد فرمایا کہ مہمانوں کی ایک جماعت آنیوالی ہے جو کھاتی پیتی نہیں لیکن خوشبو سونگھتی ہے ایک نافہ مشک کا پڑا ہوا ہے اسی کو گھسا کر پانی میں ملاؤ اور تمام خیمہ پر اسے چھڑک دو، عنقریب وہ آنے والے ہیں"۔ چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر مہمان آگئے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جنازہ سنسان میدان اور ویران مقام میں دیکھ کر اور نماز جنازہ کی دعوت کے کلمات سن کر ابن البرکی روایت ہے کہ سنتے ہی آپ نے ایک چیخ ماری اور مجنونانہ اپنے اونٹ سے اتر پڑے، روتے جاتے تھے اور حالتِ وارفتگی میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے "میرے دوست، میرے بھائی" اخیر میں فرماتے "مبارک ہو تم کو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ "ابوذر اکیلا ہی چلتا ہے، اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھے گا"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائدہ :۔ یقین مانیئے یہی عقیدہ اہلسنت بریلوی کا ہے جو انہیں صحابہ کرام سے وراثت میں نصیب ہوا ہے (الحمد للہ علیٰ ذالک) اس کی تفصیل فقیر کے رسالہ " صحابہ کے وارث کون ہیں " میں پڑھیے۔

میت کے گھر طعام

:۔ یہ جملہ منکرین کمالات مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی دیوبندی وہابی اور ان کے ہمنوا فرقے آگ بگولہ ہو جاتے ہیں اور حرام حرام کی رٹ لگاتے ہوئے نہیں تھکتے لیکن حال یہ کہ جب اس تقریب میں کرتے ہیں تو ان کا حال عجیب ہوتا ہے میں نے بہت ان کے ایسے حریص بھی دیکھے کہ کھاتے وقت شلوار / چادر پیٹ سے ڈھیلی کر دیتے ہیں تاکہ پیٹ میں کچھ اور سما سکے یہ ان کی پرانی عادت بلکہ ان کے بڑوں کی بھی یہی عادت ہے کہ ان کا قولی اور تحریری مذہب اور ہے اور عمل کچھ اور ہے۔ یہی حال میت کے گھر طعام کا ہے۔ فقیر نے اس موضوع پر ایک رسالہ لکھا ہے بنام " میت کے گھر طعام " مطبوعہ ہے اس میں متعدد حوالہ جات اور قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں جواز ثابت کئے ہیں اور عدم جواز کی صورتیں بھی۔ ان میں ایک اس واقعہ کا حوالہ بھی ملاحظہ کیجیے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے واقعہ میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تجہیز و تکفین و تدفین سے فراغت پا کر چلنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے اہلِ خانہ نے پوچھا! کہاں تشریف لے چلے ؟ ابا نے وصیت کی ہے اور خدا کی قسم دی ہے کہ جب تک آپ لوگ کچھ کھانہ لیں سوار نہ ہوں انہوں نے

اپنی زندگی میں بکری ذبح کرنے کا حکم دیا تھا جو پک کر رکھی ہے یہ فرما کر کھانا پیش خدمت کر دیا گیا۔

ناظرین :۔ انصاف فرمایئے کہ کھانے کے پکانے کا حکم ابوذر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی دے رہے ہیں اور کھانے والے صرف ایک جلیل القدر صحابی نہیں بلکہ درجنوں صحابہ اور اساتذہ وائمہ تابعین ہیں۔ ان کی فہرست سابق مضمون میں پڑھ لیجیے۔

عقیدہ سیدنا ابوذر بروایات حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فقیر نے سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری کے چند گوشے عرض کر دیئے ہیں اب روایات عرض کرتا ہے تاکہ ناظرین کو یقین ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق علمِ غیب کلی کے قائل تھے۔

(۱) امام احمد مسند اور ابنِ سعد طبقات اور طبرانی معجم میں بسندِ صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ والو یعلیٰ وابنِ منیع وطبرانی حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے راوی۔

" لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکر لنا منہ علماً "

نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ اب جب کوئی پرندہ آسمان میں پر مارتا ہے تو اس کا علم ہمیں پہلے ہوتا ہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسلئے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے وعظ مبارک میں اس کا ذکر فرمایا تھا "

فائدہ: یہ دو معتبر صحابیوں ابوذر و ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے اس پر مزید تبصرہ کیا کیا جائے لیکن یہ معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذرہ ذرہ کا علم ہے اسے آج کی اصطلاح میں علم غیب کلی کہتے ہیں۔

(۲) اخرج الحاکم وابونعیم عن ام ذر رضی اللہ عنہما قالت لما حضرت اباذر الوفاۃ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول لنفر انا فیھم لیموتن رجل منکم بفلاۃ من الارض یشھدہ عصابۃ من المومنین ولیس من اولئک النفر احد الا وقد مات فی قریۃ وجماعۃ فانا ذلک الرجل فابصری الطریق فقلت انی وقد ذھب الحاج وانقطعت الطریق فلبسنا انا وھو کذلک اذا انا برجال علی احالھم فالمعت ثبوبی فاسرعوا الی حتی وقفوا علی فحضروہ وقاموا علیہ حتی دفنوہ و کان منھم ابن مسعود رضی اللہ عنہ وکان رضی اللہ عنہ بالربذۃ وھی ارض بین ینبع والمدینۃ المنورۃ "

(حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۸۵)

جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا وقتِ وفات آپہنچا تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چند صحابہ سے فرماتے سنا جن میں میں بھی تھا ، تم میں ایک جنگل میں فوت ہوگا اس کے جنازہ کیلئے صحابہ کرام آئیں گے اب وہ سب مر گئے ، ایک میں ہی رہ گیا ہوں ، اے میری زوجہ راستہ پر کھڑی ہوجا ، عرض کی اب کون آئے گا ، تمام لوگ تو حج کو جا چکے راستے ویران پڑے ہیں . بہر حال میں کھڑی ہوگئی چند لوگ دور سے نظر آئے ، میں نے دوپٹہ ہلایا وہ سب میرے پاس پہنچ گئے ، میں انہیں ابوذر کے پاس لے گئی انہوں نے اسے دفنایا ، ان میں ابن مسعود بھی تھے ، ابوذر ربذہ میں مدفون ہیں وہ ینبوع اور مدینہ طیبہ کے درمیان واقع ہے "

فوائد و عقائد:-

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب ہم نے چند رفقاء آپ کے ہاں بیٹھے تھے . تم میں ایک جنگل ویرانہ میں مرے گا . ان تمام رفقاء میں سے اب صرف میں رہ گیا ہوں اور وہی میں ہوں .

اس علم غیب پر سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کا اتنا پختہ عقیدہ ہے کہ زوجہ محترمہ کو فرمایا ، جب آپ نے اس کے رونے کی آواز سنی ، پوچھا کیوں رو رہی ہے بی بی نے فرمایا کہ اس ہو کے میدان میں جہاں ہم جانوں کے علاوہ دور دور تک کوئی پر مارنے والا جانور بھی نہیں ادھر آپ کا وقت قریب ہے . میں عورت ہوں اتنی قوت نہیں ہے کہ زمین پتھریلی کھود سکوں اور گھر میں ایک

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیکھی بھی نہیں کریں آپ کو لپیٹ کر کفن دوں، آپ نے اسے مذکورہ حدیث سنائی اور خود کو اسی کا مصداق بتایا، یہانتک کہ بی بی کے انکار اور جنگل کا حال دیکھ کر آدرمختہ ہو گئے۔ لیکن بی بی نے تنگ ہو کر کہا "خدا جانے اب لوگ کہاں سے آئیں گے، حاجیوں کی آمد و رفت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے راستہ بالکل سنسان پڑا ہوا ہے۔ آپنے فرمایا "تم جاؤ تو سہی دیکھو بھی تو" روتی دھوتی یاس و ناکامی کیساتھ آپ کی بی بی صاحبہ اٹھیں اور سڑک کے کنارے آکر بیٹھ گئیں، مایوسانہ نگاہیں افق تک پھیل کر کسی چیز کو انتہائی بیکسی کے ساتھ ڈھونڈھ رہی تھیں۔ اور پھر ناکامیوں کے ہجوم میں واپس آجاتیں، یہ سلسلہ آمد و رفت کا اسی طرح قائم تھا، اونٹوں کی ایک قطار انتہائی تیز رفتاری کیساتھ نمودار ہوئی، ابن سعد کا بیان ہے وہ اسطرح اڑے چلے آرہے تھے کہ گویا بھاری پرندوں کی ٹولیاں دلّے بھرتی ہوئی آرہی ہیں، عربی عماموں والے شتر سوار گرد و غبار میں ڈوبے ہوئے آناً فاناً بیوی صاحبہ کے سر پر پہنچ گئے۔ ان لوگوں کی یکایک نگاہ آپ پر پڑی۔ اس عالمِ تنہائی میں ایک عورت کا اسطرح سے کھڑا رہنا، حیرت میں ڈالدینے کیلئے کافی تھا۔ نکیلیں ڈھیلی کردی گئیں اونٹ روک دیئے گئے، جو آگے تھے اس نے آپ کو مخاطب کرکے پوچھا! بی بی صاحبہ آپ یہاں کیوں کھڑی ہیں، آپ پر کیا حادثہ گزرا؟

بیوی صاحبہ: مسلمانو! ایک آدمی بیچارہ مر رہا ہے خدا کیلئے اس کے دفن کا سامان کرو اللہ کے ہاں اجر پاؤگے۔

عقیدہ (۲) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے دوسرا عقیدہ واضح فرمایا کہ کفن دفن کا انتظام اہلِ ایمان کریں گے، ناظرین اس کا جواب خود بتائیں کہ بی بی یاس و ناامیدی کا شکار ہے لیکن سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے عقیدہ کو اور مستحکم بناتے ہیں کہ گھبراتی ہوئی کیوں ہے! میرا کفن دفن اہلِ ایمان کرینگے اب بتایئے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا کفن دفن کیسے اہلِ ایمان نے کیا انہوں نے جن کے نام پر اسلام کو ناز ہے یعنی جنازہ کا امام وہ شخص ہے جس کی مرضی دنیا کے سب سے بڑے آدمی کی مرضی قرار دی گئی اور جن کے عہد و علوم پر اعتماد کرنے کی وصیت خدا کے آخری پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام دنیا کو فرمائی اور صفوں میں مبشرین کی وہ جماعت ہے جن کے اسلام کی تصدیق سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمائی اور جن کا بیشتر حصہ ان لوگوں پر شامل تھا جن کے ملک سے عرب کے بنی ہاشم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان کی خوشبو آئی۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ پہلا گروہ کل یمانیوں پر مشتمل تھا، ابن اثیر نے دونوں گروہوں کے آدمیوں کے ناموں کی تفصیل بھی لکھی ہے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔

فائدہ: میاں بیوی کی گفتگو کے بعد اور کیا کیا باتیں ہوئیں، مورخین اس سے ساکت ہیں، طبقاتِ ابنِ سعد میں ایک اور روایت بھی مذکور ہے جو بظاہر بلکہ یقیناً اس روایت کے مخالف ہے اقرب الی الصحت اسکی ترکیب یوں معلوم ہوتی ہے کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے نہلا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دھلا کر کفن پہنا کر سڑک پر لیجا کر ڈالدینا اور دیکھتے رہنا سب سے پہلے سواریوں کی جو جماعت گذرے ان کو ٹھہرا کر کہنا کہ یہ ابوذر صاحب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تم لوگ ان کے دفن میں میری مدد کرو۔"

اس ترتیب پر سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی کشف کی مزید تائید ہوتی ہے کہ گھر والوں کو فرمایا تمہیں کچھ نظر آئے یا نہ آئے، میرے جنازہ کو سڑک پر ڈال دینا، میری نماز جنازہ پڑھانے والے ضرور آئیں گے کیونکہ نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان حق ہے اور اسی پر میرا ایمان و یقین ہے۔

جنازہ :- جب سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بند کی گئیں انگوٹھے باندھے گئے غسل دینے والوں نے نہلایا، انصاری نوجوان نے کپڑے نکال دیے اور اس جسم کو جس نے اسلام کے بعد خدا کی رضا میں اپنی خواہشوں کو جذب کر دیا تھا، ایک عنبر کے کپڑے میں کفنایا گیا، حسب وصیت آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اور عام گذرگاہ پر لا کر رکھ دیا گیا۔

ادھر کوفہ سے استاذ المسلمین، معلم الامت فقیہ الاسلام حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ عمرہ کا احرام باندھے ہوئے مع ایک جماعت کے مکہ مکرمہ کے ارادے سے تشریف لا رہے تھے۔ آپ کو اس المناک سانحہ کا علم تھا یا نہیں مجھے کیا معلوم تاہم ظاہر حال یہ تھا کہ آپ نہایت تیزی کے ساتھ اپنے اونٹ کو بھگاتے ہوئے لا رہے تھے۔ قریب تھا کہ جس کا جنازہ بیکسی کیساتھ راستہ پر پڑا ہوا تھا وہ سواری کے نیچے آجائے لیکن یکایک آپ ٹھٹھک گئے،

جنازہ کو اسطرح پڑا ہوا دیکھ کر اپنے اونٹ کو روک لیا اور اپنے تمام ساتھیوں کو بھی ٹھہرا لیا۔ لوگ سڑک کے نیچے آنے والوں کا انتظار کر رہے تھے ان لوگوں کو دیکھ کر سامنے آ گئے اور کہا! ابوذر صاحب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ان کے دفن میں ہم لوگوں کی مدد کیجیے

ایک زبردست دھکا لگا جس نے اچانک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روح میں زلزلہ ڈالدیا، ابن لبر کی روایت ہے کہ سنتے ہی آپ نے ایک چیخ ماری اور مجنونانہ اپنے اونٹ سے اُتر پڑے۔ روتے جاتے تھے اور حالتِ وارفتگی میں آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے، میرے دوست، میرے بھائی۔ میرے دوست میرے بھائی"

مبارک ہو تم کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا تھا کہ "ابوذر اکیلا چلتا ہے، اکیلا ہی مرے گا اور اکیلا ہی اٹھے گا"

عقیدۂ ابن مسعود رضی اللہ عنہ :- اس سے ثابت ہوا کہ علم غیب کا عقیدہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا حال دیکھ کر وہی فرمایا جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنا عقیدہ بیان کر کے فوت ہوئے۔

۸ ذی الحجہ ۳۲ ہجری :- کو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا لیکن حیرانی ہوتی ہے کہ کہاں کوفہ اور کہاں ربذہ ادھر حج کا موسم جب ختم ہو رہا ہے ایام حج بھی گذر رہے ہیں ایسے موسم میں عبداللہ بن مسعود

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آنا ایک محض بے موقع سی بات معلوم ہوتی ہے ان کو اگر آنا تھا تو پھر خوامخواہ چند دنوں کیلئے حج کو کیوں چھوڑا جس اس معمہ کو بالکل نہیں سمجھ سکا پھر اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمانا کہ دیکھتے رہنا، کوئی آتا ہوگا۔ عجیب وغریب اسرار ہیں۔

علمِ غیب اولیائے کرام

:۔ حضرت ابوذر اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی اس کارروائی سے اگر کہہ دیا جائے کہ اولیائے کرام کو بھی منجانب اللہ تعالیٰ علم غیب منکشف ہوتا ہے تو بجا ہے۔ دلائل دیگر کیساتھ یہ یہ واقعہ بھی ایک دلیل ہے۔

پختگی عقیدہ پر قربان جائیے

:۔ جب حضرت ابوذر نے بی بی صاحبہ کو کفنانے دفنانے والوں کی تلاش میں بھیجا تو صاحبزادی کو پکار کر فرمایا: بیٹی ایک بکری ذبح کرلو اور فوراً اس کے گوشت کو آگ پر چڑھا دو گھر میں مہمان آنے ہیں جب وہ مجھے دفن کرلیں تو تم ان سے کہنا کہ ابوذر نے تم لوگوں کو خدا کی قسم دی ہے کہ جبتک نہ کھالیں اپنی سواریوں پر سوار نہ ہوں۔"

اس کے بعد فرمایا "مہمانوں کی ایک جماعت آنے والی ہے جو کھاتی پیتی نہیں لیکن خوشبو سونگھتی ہے ایک نافہ مشک کا پڑا ہوا ہے اسی کو گھسا کر پانی میں ملا کر خیمے پر چھڑک دو عنقریب وہ آنے والے ہیں۔

انتباہ :۔ غور فرمایئے کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کے علم غیب پر کتنا پختہ یقین ہے کہ ابھی وہ آئے نہیں، فرمایا ضرور آئیں گے ان کے کھانے وغیرہ کا انتظام ضرور ہو تاکہ وہ دور دراز سفر سے آنے والے مہمان گھر سے بھوکے نہ جائیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ گویا آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ آنے والے کون اور کہاں سے آرہے ہیں۔

فائدہ :۔ اس سے ثابت ہوا کہ میت کے گھر کا کھانا حرام نہیں بلکہ حلال وطیب ہے۔ جبکہ اہل اموات بسبب خاطر آنے والوں کو کھانا کھلائیں اور دوسرا یہ کہ اہل اموات اگر ایصال ثواب کے طور پر کھانا پکائیں ضیافت اور محض رسم و رواج مد نظر نہ ہو

میت کے گھر کا طعام :۔

قضاو قدر نے جو کچھ چاہا وہ ہوا دفن کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے رفقاء کیساتھ بچشم تر آپ کے خیمہ میں آئے۔

بیوی صاحبہ اور آپ کی یتیم صاحبزادی وہاں پر موجود تھیں، آپ نے تسلی و تشفی کے کلمات ان کو کہے خود بھی سنبھلا ان کو بھی سنبھالا جب سکون پیدا ہوا تو چلنے کے ارادے سے اُٹھے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نے کہا کہ کہاں تشریف لے چلے؟

ابا نے وصیت کی ہے اور خدا کی قسم دی ہے کہ جبتک آپ لوگ کچھ کھا نہ لیں سوار نہ ہوں، انہوں نے اپنی زندگی میں بکری ذبح کرا کے پکنے کا حکم دے دیا تھا جو پک کر رکھی ہے۔ یہ فرما کر کھانا پیش کر دیا۔ کھایا تو کیا جاتا لیکن مرنے والے کے اس خلوص کو دیکھ کر عبداللہ بن مسعود دنگ ہو گئے ادھر ہونا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

چاہیے تھا کہ حضرت ابوذر نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات پر اسوقت بھی عمل کیا جب وہ دنیا میں اپنی آخری سانس پوری کر رہے تھے۔ تاکہ یہ دعویٰ کہ "میں حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح ملوں گا جس طرح آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو چھوڑا ہے" عملی طور پر مدلل ہو جائے۔

الغرض جو کچھ کھایا جا سکا کھلانے والوں نے کھلایا۔

(دیوبندیوں کا ستہ ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور)

مضمون :۔ مولوی مناظر احسن گیلانی صـ۱۴ ۱۸ اپریل ۱۹۶۲ء

اویسی غفرلہ : اس مضمون کے پڑھنے کے بعد دیوبندی فرقہ کو تو انکار نہ ہوگا کیونکہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات مذکورہ بالا کے علاوہ ان کے رسالہ خدام الدین میں بھی یہی مضمون بلکہ اس سے بڑھ کر ہے۔

ابوذر رضی اللہ عنہ کے اہل و عیال کی کفالت :۔

طبری کی اسمیں دو روایتیں ہیں، ایک میں یہ ہے کہ حضرت ابوذر کے تمام اہل و عیال کو ساتھ لے لیا اور مکہ معظمہ میں جا کر حضرت عثمان کے حوالے کر دیا۔

اور دوسری روایت یہ ہے کہ ان لوگوں کو تسلی دلاسہ دے کر آپ اسی وقت مکہ معظمہ روانہ ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس جانکاہ حادثہ کی خبر دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سخت صدمہ ہوا اور بجائے اصلاح الحستہ کے آپ مدینہ زبدہ کیطرف سے لوٹے اور راستہ میں زبدہ اترے اور تعزیت وغیرہ کر کے سب کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ آئے۔

الغرض خواہ یہ ہو یا وہ ہو اس پر دونوں روایتیں متفق ہیں کہ :۔

ضمہ عثمان الیٰ اھلہ ؛ حضرت عثمان نے حضرت ابوذر کے بال بچوں کو اپنے بال بچوں کیساتھ ملا لیا۔

فجزاہ اللہ عناو عن المسلمین خیر الجزاء

حدیث نمبر ۳ :۔

عن اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم وجدہ اباذر نائما فی المسجد فقال لہ الا اراک نائما فیہ قال فاین انام الی بیت غیرہ قال فکیف انت اذا اخرجوک منہ قال الحق بالشام فقال فکیف انت اذا اخرجوک من الشام قال ارجعہ الیہ قال فکیف اذا اخرجوک منہ الثانیۃ قال اذن اخذ بسیفی فاقاتل حتی اموت فقال الا ادلک علی خیر من ذلک تنقاد لھم حیث قادوک وتنساق لھم حتی تنساق حتی تلقانی وانت علی ذلک۔

(رواہ ابو نعیم حجۃ اللہ علی العالمین)

اسما بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مسجد میں سوتے ہوئے دیکھ کر فرمایا، میں تم کو ہر وقت مسجد میں سویا ہوا دیکھتا ہوں اسکی وجہ ؟ عرض کی میرا کوئی مکان نہیں، آپ نے فرمایا کہ ایک وقت آئے گا تمہیں یہاں سے بھی نکالیں گے، عرض کی کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں ملک شام کو چلا جاؤں گا، فرمایا کہ تمہیں وہاں سے بھی نکال دیں گے۔ عرض کی میں مدینہ میں واپس آجاؤں گا۔ فرمایا، یہاں سے بھی تمہیں دوبارہ نکال دیں گے۔ عرض کی جب ایسا ہوا تو میں ان پر تلوار کھینچ لوں گا آپ نے فرمایا میں تمہیں اس سے بہتر عمل کی رہبری کرتا ہوں وہ یہ کہ تم ان کی فرمانبرداری کرنا، وہ تمہیں جیسے بھی چلائیں ان کے حکم کی تعمیل کرنا یہاں تک کہ تم اسی حالت میں مجھے ملو۔

فائدہ :۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسے ہی ہوا یہی علم غیب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

حدیث نمبر ۴ :۔

"عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یا اباذر کیف انت اذا کانت علیک امراء یستاثرون مالفیء قلت اذن یضرب باسیفی قال افلا ادلک علی ماھو خیر من ذالک اصبر حتی تلقانی (اخرجہ ابن سعد) حجۃ)

"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب تمہیں حکام مالِ غنیمت کی طرف کھینچیں گے عرض کی، میں تلوار سے لڑوں گا، آپ نے فرمایا میں تمہیں اس سے بہتر امر پر دلالت کروں وہ یہ کہ صبر کرنا۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں مجھے ملو!"

"عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال اخبرنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لن یسلطوا علی قتلی ولن یفتنونی علی دینی اخبرنی انی اسلمت فردا واموت فردا وابعث یوم القیامۃ فردا"

(اخرجہ ابونعیم وابن عساکر حجۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ حکام میرے قتل پر مسلط نہ ہو سکیں گے اور نہ ہی مجھے میرے موقف سے ہٹا سکیں گے، جیسے میں اکیلا اسلام لایا ہوں، یوں اکیلا ہی مروں گا اور بروز قیامت اکیلا ہی اٹھوں گا"

فائدہ :۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو زندگی میں جیسے فرمایا، ان کے ساتھ ویسے ہی ہوا۔ مثلاً ان کا اسلام لانا بھی ان کے حال کا آئینہ دار ہے جیسے ہم تفصیل سے ذکر کر گئے ہیں اور حضرت عثمان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے موقف کے خلاف انکا موقف تھا اس کے باوجود انہوں نے انہیں کسی قسم کی اذیت نہ پہنچائی اور نہ انہیں انکے موقف سے ہٹنے کی کوئی بات کی اور نہ ہی وہ اپنے موقف سے سر مو ہٹے تفصیل ان کے حالات میں بیان ہو چکی ہے۔

حدیث ۵ :۔

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال لما سار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی تبوک تخلف رجال ثم لحقہ ابوذر فنظرنا ناظر فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ھذا رجل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

يمشي على الطريق فقال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
كن اباذر فلما تأمله القوم قالوا يا رسول الله هو والله
ابوذر فقال يرحم الله اباذر يمشي وحده ويموت
وحده ويبعث وحده فضرب الدهر من ضربه وسير
ابوذر الى الربذة فمات فيها وعنده امراته وغلامه
فوضع على قارعة الطريق فطلع ركب فيهم ابن مسعود
فقال ما هذا فقيل جنازة ابي ذر فبكى ابن مسعود فقال
صدق رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يرحم الله اباذر
يمشي وحده ويموت وحده ويبعث وحده ثم
ثم نزل فوليه بنفسه (رواه ابن اسحاق والبيهقي) حجة «

نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تبوک کو تشریف لے گئے تو بہت سے
صحابہ ساتھ چلنے سے رہ گئے ان میں ایک ابوذر تھے جو بعد میں
پہنچے صحابہ فرماتے ہیں کہ کسی نے دیکھ کر عرض کی یا رسول اللہ کوئی آنیوالا
مرد آرہا ہے آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوذر ہو جاؤ، لوگوں
نے آنیوالے کو غور سے دیکھ کر فرمایا ابوذر ہو جاؤ، صحابہ فرماتے ہیں
بخدا وہ ابوذر تھا۔ آپنے فرمایا: اللہ ابوذر پر رحم کرے وہ اکیلا چل
رہا ہے وہ اکیلا ہی مرے گا اور قیامت میں اکیلا ہی اٹھیگا۔"

نیرنگی زمانہ دیکھیے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ ربذہ مقام کو ہجرت کر گئے اور وہیں پر
فوت ہوئے۔ جب فوت ہوئے اسوقت ان کے ہاں ایک انکی زوجہ تھی اور ایک غلام

:- مدینہ طیبہ کے آخری لمحات :

سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کیساتھ گدھے پر سوار تھا جب ہم مدینہ طیبہ کی آبادیوں سے باہر نکلے تو آپ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

" اذا كان بالمدينة جوع تقوم عن فراشك
ولا تبلغ مسجدك حتى يجهدك الجوع قال قلت الله
ورسوله اعلم قال تعفف يا اباذر قال كيف يا اباذر
اذا كان بالمدينة موت يبلغ البيت العبد حتى
انه يباع القبر بالعبد قال قلت الله ورسوله
اعلم قال تصبر يا اباذر قال كيف بك يا اباذر
اذا كان بالمدينة قتل تغمر الدماء احجار الزيت
قال قلت الله ورسوله اعلم"، (مشكوٰۃ شریف)

ابوذر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تیرا کیا حال ہوگا جبکہ
مدینہ میں بھوک یعنی قحط ہوگا تو اسوقت بستر سے نہ اٹھ سکے گا اور
اپنی مسجد تک ضعف کے سبب بمشکل سے پہنچ سکے گا۔ میں نے عرض کیا،
اللہ اور رسول جانتے ہیں، آپنے فرمایا اسوقت پرہیزگاری اختیار کر
پھر آپنے فرمایا اے ابوذر تیرا کیا حال ہوگا جبکہ مدینہ میں موت کا بازار
گرم ہوگا اور مکان کی قیمت غلام کی قیمت کے برابر ہو جائے گی۔"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے عرض کیا اللہ اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت صبر کرنا، پھر آپ نے فرمایا، ابوذر اسوقت تیرا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں قتل کا بازار گرم ہوگا جسکا خون احجار الزیت کو ڈھانپ لے گا یعنی مقام مذکور خون سے بھر جائیگا۔ میں نے عرض کی اللہ اور رسول خوب جانتے ہیں۔

فائدہ: حدیث شریف میں مافی الغد یعنی آنیوالے حالات میں سے مدینہ طیبہ کے ایک ایک حال کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے جن کو بعد میں سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور وقت آنے پر فرشتے اسکی خبر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے ہی دیدی تھی مزید مدینہ طیبہ کے حالات کی تفصیل فقیر کی تصنیف "محبوب مدینہ" میں دیکھئے۔

عقیدہ: حالات پر تصدیق از سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ یہی ان کے عقیدہ کی دلیل ہے بالخصوص اللہ ورسولہٗ اعلم کہنا ایسا بین ثبوت ہے کہ کوئی غبی ہی انکار کر سکتا ہے اور اس وہم کا ازالہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملانا شرک ہے۔

اس جملہ "اللہ ورسولہٗ اعلم" کو صحابہ کرام نے تکیہ کلام بنا رکھا تھا، اس کا مجموعہ فقیر نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے

حضور نبی پاک شہ لولاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ لوگ انہیں مدینہ منورہ سے نکال دیں گے جبکہ وہ ایکدن مسجد نبوی میں سو رہے ہوں گے، فرمایا اے ابوذر تمہارا اسوقت کیا حال ہوگا

جبکہ تمہیں لوگ اس مسجد سے نکالیں گے، عرض کیا کہ میں مسجد حرام میں اقامت گزیں ہو جاؤں گا فرمایا جب تمہیں وہاں سے بھی نکال دیں گے (آخر حدیث تک) اور انہیں خبر دی کہ تم یکہ و تنہا زندگی گزارو گے اور اسی حالت میں وفات پاؤ گے۔

اس روایت میں تین جملوں میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زندگی کے لمحات بیان فرما دئے۔

وہ مدینہ سے نکالے گئے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے دور خلافت میں ملک شام چھوڑ دیئے جانے کا حکم صادر فرمایا"

سوال: تم کہتے ہو کہ انہیں حضرت امیر عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نکالا اور ابوذر کی زوجہ فرماتی ہے کہ انہوں نے نہیں نکالا بلکہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ خود بخود ملک شام کو چلے گئے چنانچہ ملاحظہ ہو۔

"عن ام ذر قالت واللہ ما سیر عثمان اباذر ولکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لہ اذا بلغ البنا سلعا فاخرج منہا فلما بلغ البناء سلعا وجاوز خرج ابوذر الی الشام (اخرجہ الحاکم)

ام ذر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جبراً مدینہ پاک سے نہ نکالا تھا، بلکہ دراصل بات یوں ہوئی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب مدینہ کی آبادی سلع تک پہنچ کر تجاوز کر جائے تو تم اے ابوذر یہاں سے کوچ کر جانا"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مختصر تعارف حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ

یہ بہت ہی قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں کا قول ہے کہ اسلام قبول کرنے میں باہری لوگوں کے اندر ان کا پانچواں نمبر ہے ان کے اسلام لانے کا پورا حال بخاری شریف کے اندر مفصل مذکور ہے ۔ اسلام لانے کے بعد سترہ دنوں تک یہ صرف آب زمزم پی کر مسجد کعبہ میں مقیم رہے روزانہ یہ چلا چلا کر مجمع کفار میں اپنا اسلام لانے کا اعلان کرتے تھے اور کفار مکہ ان کو اسقدر مارتے تھے کہ یہ لہولہان ہو کر بیہوش ہو جاتے تھے مگر ہوش میں آنے کے بعد یہ پھر اپنے اسلام لانے کا اعلان کرتے تھے ۔ ان کا اسم گرامی "جندب بن جُنادہ" ہے۔ بہت ہی عابد و زاہد اور نہایت متقی صحابی ہیں دو سو اکیاسی احادیث آپ نے روایت کی ہیں ۳۲ھ میں حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بمقام "زبدہ" آپ کا وصال ہوا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ذبدکا :- مدینہ منورہ سے تین منزل دور ایک جگہ کا نام ہے حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال پر غمزدہ ہو کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے ملک شام چلے گئے ۔ وہاں پر شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے کسی مسئلہ میں اختلاف ہو گیا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بلا کر زیدہ میں قیام کرنے کا حکم دیا چنانچہ بقیہ زندگی یہیں گذاری اور یہیں پر ہی ان کا وصال ہوا۔

بی بی ام ذر رضی اللہ عنہا نے اظہار عقیدہ فرمایا کہ مدینہ کے مکانات کوہ سلع تک پہنچ چکے ہیں اب ہمارا شام کو جانا ضروری ہو گیا کیونکہ یہ حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔

خلاصہ مضمون اول :- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ تم کو مدینہ منورہ سے نکالا جائیگا یہ علم غیب اور بالخصوص ان علوم خمسہ سے ہے جس کیلئے مخالفین کا دعویٰ تھا کہ کسی نبی و ولی کیلئے ماننا شرک ہے اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "ماذا فی الغد کل کیا ہوگا" کی دو خبریں دیں۔

۱۔ اپنا وصال پہلے ۲۔ ابوذر بعد تک زندہ رہیں گے اور مدینہ طیبہ سے نکالے جائیں گے۔ بلکہ غور و فکر ہو تو اس مختصر سے جملہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے مدینہ پاک میں رہنے کے لمحات پھر وہاں سے ملک شام کو چلے جانے کے جملہ اسباب اجمالاً بتا دیئے اسی لئے فرمایا "اوتیت جوامع الکلم" میں جامع کلمات عطا کیا گیا ہوں یہی جامع الکلم ہے کہ حضرت ابوذر اور ان کے اہل و عیال اور ان کے مدینہ پاک میں رہنے کے اور پھر چلے جانے کے اسباب دو لفظوں میں بیان کر دیئے۔ اسے کہتے ہیں "دریا در کوزہ"

سوال :- شیعہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوذر نہایت ہی متقی اور پرہیزگار تھے انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زبردستی بلاوجہ مدینہ منورہ سے نکال دیا یہ ظلم ہے (معاذ اللہ)

جواب :- یہ سب جھوٹ ہے ابن جاری اور ابن جلد لبر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد مدینہ سے شام کی طرف چلے گئے اور تا وقتِ وفات وہیں رہے حضرت ابوذر اظہارِ حق میں سخت مزاج رکھتے تھے دورِ خلافتِ عثمان میں معاویہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں لکھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں طلب فرمایا اور انہیں نصیحت کی، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے حج یا عمرہ کیلئے مکہ جانے کی اجازت چاہی۔ اس عبادت سے فارغ ہو کر وہ از خود ربذہ چلے گئے اور تا وقتِ وفات وہیں رہے۔ یہ بات نہ تھی کہ انہیں کسی نے مدینہ سے نکالا تھا [1] اور اگر بالفرض ضرب اور جلاوطن کرنا ثابت ہو جائے تو اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ان کی رائے اجماع کے خلاف تھی، دیکھئے کعب احبار کو حضرت ابوذر نے ایک بار ایک حق بات کہنے پر لاٹھی سے مارا اور بعض کہتے ہیں کعب رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا ایسی صورت میں ابوذر کی تعزیر یا جلاوطنی اگر ہو گئی تو اس میں امام ہی حق پر ہے روایتِ مذکورہ کا متن یہ ہے۔

عن مالك بن عبد الله يحدث عن ابی ذر انه جاء يستاذن
عثمان بن عفان فاذن له وبيده عصاه، فقال عثمان
يا كعب ان عبد الرحمن توفی وترك مالا فما ترى فيه
فقال ان كان يصلی فيه حق الله عزوجل فلا بأس
به فرفع ابوذر عصاه فضرب كعبا وقال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم يقول ما احب لو ان لی هذا الجبل

---

[1] :- مناظرانہ انداز پر مفروضہ ہے ورنہ حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی واقعاتی دنیا میں مفروضات کے جواب دینے کی ضرورت ہوتی ہے جیسے علم المناظرہ کا قاعدہ ہے، اویسی غفرلہ

ذهبا انفقه ويتقبل منی اذر خلفی ست اواقی
انشدك الله يا عثمان اسمعته ثلاث
مرات اخرجه احمد (مشكوٰة ص ۱۶۶ باب الانفاق)

مالک بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ ابوذر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اجازت طلب کی، اجازت مل گئی ان کے ہاتھ میں لاٹھی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کعب عبدالرحمٰن فوت ہو گیا ہے اور کثیر مال چھوڑ گیا ہے تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ اللہ کا حق ادا کرتا تھا تو کوئی حرج نہیں، ابوذر نے لاٹھی اٹھائی اور کعب کو دے ماری اور کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا، اگر میرے لئے یہ پہاڑ سونا بن جائے تو میں اسے خرچ کر ڈالوں اور میرے سے قبول ہو جائے اپنے پیچھے چھ اوقیے بھی نہ چھوڑوں، اے عثمان رضی اللہ عنہ میں تجھے خدا کا واسطہ دیتا ہوں تو نے یہ حدیث سنی ہے! تین بار فرمایا۔

قرآن مجید میں ہے وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ تا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (التوبہ) جسکا خلاصہ یہ ہے کہ سونا چاندی رکھنا، اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنا عذاب دردناک کا موجب ہے۔

اجتہادِ ابوذر رضی اللہ عنہ:۔ اس آیت سے آپ کا اجتہاد تھا کہ کل مال خرچ کر دینا فرض ہے جملہ صحابہ کے نزدیک یہ اجتہاد مبنی بر خطا تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اجتہاد کا جواب: آیت میں زکوٰۃ نادہندہ کو وعید ہے اور جس حدیث پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کو گواہ بنایا ہے وہ بھی کل مال خرچ کرنے کا امر محتمل ہے کہ وہ استحباب ہے یا فرض اسے جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم استحباب پر محمول فرماتے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرض پر "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" کے قاعدہ پر اتفاق کل مال پر امر نہیں۔

ابوذر کا تصلب: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد پر سختی سے عامل تھے جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ تسلیم نہیں کر رہے تو انہیں یہودی کہا بلکہ زدوکوب کیا اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے تعزیراً انہیں ملک شام کو چلے جانے کا حکم صادر فرمایا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو حضور سید عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسری غیبی خبر یہ بتائی کہ تم اگر مسجد حرام چلے جاؤ گے تو بھی تمہیں وہاں پر نہیں رہنے دینگے۔

تفصیل: سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو یہ واقعات سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے دور میں پیش آئے ابوذر رضی اللہ عنہ کی صحابی زندگی کی کیفیت بھی اوجھل نہ تھی لیکن اندریں دوران ابوذر رضی اللہ عنہ کو اپنی طبیعت کے خلاف کوئی امر سامنے نہ آیا اسلئے ان کی زندگی کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ طبعی طور پر زاہد اور تارک الدنیا بلکہ آپ دنیا کے دشمن واقع ہوئے آپ اصحاب صفہ میں سے ممتاز حیثیت کے مالک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فقر و فاقہ کی خصوصی تعلیم و تربیت میں ڈھلے ہوئے تھے۔

جب گھر بار چھوڑ کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کے متبعین میں داخل ہو گئے۔ وہ رات دن مسجد نبوی میں عبادت میں مشغول رہنے لگے۔ انہوں نے دنیا کی ہر چیز کی اہمیت اپنے دل سے نکال دی، مال وجاہ کی رغبت اور عیش و آرام کی لذت سب کو ترک کر دیا۔ اور صرف اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دل لگا لیا۔ وہ رات ان اصحاب رسول کیساتھ مسجد میں گذار دیتے جن کا کوئی گھر بار نہ تھا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت انہیں طلب فرماتے اور اپنے ساتھ کھانا کھلاتے یا کچھ لوگوں میں کھانا تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

ابوذر رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھانا کھاتے تھے، حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سُنا تھا اس پر پوری طرح عمل کیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے زہد کو اپنانے کی پوری کوشش کی،

اللہ کے فضل و کرم اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی عنایت نے ان کے دل کا قفل کھول دیا اور یقین و صدق عطا فرمایا۔ دیکھنے والی آنکھیں اور سننے والے کان عنایت کئے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ سنا اسے محفوظ رکھا، حفظ کیا، اور بڑے محدثین میں شمار کئے گئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا بڑا مرتبہ تھا۔ چنانچہ آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر معاملے کی ابتداء حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کرتے تھے اور اگر وہ موجود نہ ہوتے تو آپ انکو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طلب فرماتے۔

ایک مرتبہ تہائی رات گزرنے کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد تشریف لائے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ میرے اصحاب کو بلاؤ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سب کو جگایا ان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ کوئی تیس کے قریب اصحاب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سامنے جو کا سالن رکھا اور اس پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا:

" بسم اللہ کرکے کھاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے، آلِ محمد کو آج اس کے سوا کچھ نصیب نہیں ہوا۔

سب لوگوں نے جی بھر کے کھایا اور مسجد میں جاکر سو رہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے سونے کیلئے آنکھیں بند کی ہی تھیں کہ کپڑوں کی سرسراہٹ سنائی دی، فوراً آنکھیں کھولیں، دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز شروع کردی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کان لگا کر سنا تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے سنا۔

" اگر تو انہیں مبتلائے عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں
اور اگر بخش دے تو تو غالب ہے، حکمت والا ہے "

حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری رات رکوع و سجود میں رہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ انہیں دیکھتے رہے۔ صبح کے قریب جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس پہنچے اور عرض کیا " یا رسول اللہ، آپ ساری رات یہ آیت پڑھتے رہے اور رکوع و سجود میں مشغول رہے"۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا " میں نے اپنے پروردگار سے شفاعت کی درخواست کی تھی سو اللہ نے مجھے عطا کردی، انشاء اللہ مجھے حق شفاعت ضرور ملے گا۔ الا یہ کہ کوئی اللہ کیساتھ شرک کرے"۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے آپ نہایت بہادر اور جری تھے تنہا سینکڑوں کا راستہ روک لیتے اور شیر کیطرح دشمنوں پر ٹوٹ پڑتے۔ انہوں نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوہ بنی لحیان اور غزوۂ ذی قرد میں شرکت کی۔

۶ھ میں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بنی المصطلق کیلئے نکلے تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو مدینے کا حاکم بنایا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کیساتھ مسجد کیطرف روانہ ہوئے مسجد میں داخل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،

" ابوذر سر اٹھا "

حضرت ابوذر نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک شخص سفید کپڑے پہن کر جا رہا ہے۔ چند قدم آگے چل کر حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " ابوذر سر اٹھا"۔ حضرت ابوذر نے دیکھا کہ ایک شخص بوسیدہ کپڑے پہنے جا رہا تھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا " اے ابوذر! اللہ کے نزدیک یہ تمام روئے زمین سے بہتر ہے۔"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک شخص حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپکے پاس کوئی سامان نہ دیکھ کر پوچھا "اے ابوذر تیرا سامان کہاں ہے؟"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا "ہمارا ایک گھر ہے جہاں ہم اپنا اچھا اچھا سامان جمع کرتے رہتے ہیں" اس شخص نے سوال کیا مگر جب تو یہاں رہتا ہے تو یہاں بھی تو سامان کی ضرورت ہے"

"پھر تو گھر والا ہمیں یہاں نہیں رہنے دے گا"

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دوبارہ کہا "بخدا اگر تم لوگ وہ بات جانتے جو میں جانتا ہوں تو نہ تو اپنی عورتوں کے پاس جاتے اور نہ بستر پر سوتے بخدا میں تمنا کرتا ہوں کہ اللہ مجھے درخت بنا دیتا جس کے پھل لوگ کھایا کرتے"

"اے ابوذر کیا وہ بات جو تم جانتے ہو، تمہیں دنیا سے حصہ لینے سے روکتی ہے؟ حضرت ابوذر نے فرمایا" رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تعجب ہے اس شخص پر جو ہمیشگی کے گھر کی تصدیق کرتا ہے پھر بھی وہ دھوکے کے گھر (دنیا) کی طلب کرتا ہے۔

ایسی تعلیم و تربیت کے علاوہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت ساتھ رہتے یہاں تک کہ اہل مدینہ کو اعتراف تھا کہ اصحاب صفہ میں سے سب سے زیادہ قرب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو تھا اور حضور علیہ السلام کی بھی ان پر خصوصی نگاہ تھی۔ اسپر مزید لکھنے کی ضرورت نہیں البتہ اتنی گذارش ہے کہ ناظرین خود فرمالیں کہ انہیں مدینہ شریف سے شام اور پھر شام سے ربذہ وغیرہ نکالے جانے کا سبب صرف اور صرف یہی تھا کہ آپ جملہ صحابہ و

تابعین کو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقر و فاقہ کے رنگ میں دیکھنا چاہتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ خلافت شیخین تک کسی طرح بھی کسی سے نہیں الجھے اسکی وجہ یہ تھی کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے ان کے زمانہ میں بھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی روش وہی تھی یعنی فقر و بے نیازی پر مشتمل تھی۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر (رضی اللہ عنہم) کے دور خلافت تک بیشتر لوگوں میں دور نبوی کا رنگ قائم رہا لیکن جیسے جیسے زمانہ گذرتا گیا اور نومسلموں کی تعداد بڑھنے لگی، لوگوں کے دلوں سے تعلیمات نبوی کی اصل روح مٹنے لگی حضرت ابوبکر و حضرت عمر (رضی اللہ عنہما) نے اپنے زمانے میں جہاں کوئی معاشی یا معاشرتی خامی دیکھی تو فوراً سختی سے اسکا تدارک کیا۔

یہ دونوں اصحاب اس بات سے اچھی طرح واقف تھے کہ دولت پرستی قوموں کے زوال کا اصل موجب ہے انہوں نے اس بات کا پوری طرح اہتمام کیا کہ مسلمانوں میں سرمایہ پرستی اور سرمایہ داری رواج نہ پائیں۔ طبقاتی امتیاز کم سے کم ہو جائے اور ایک ایسا معاشرہ وجود میں آئے جو مساوات کا مکمل نمونہ ہو

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کی نرم طبیعت اور عفو و درگذر سے فائدہ اٹھا کر لوگوں نے وہی راستہ اختیار کرنا شروع کر دیا جو حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں قابل مواخذہ تھا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت قریب تھے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ کا بہت غور سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشاہدہ کیا تھا، انہیں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ تعلیمات اور نصائح اچھی طرح یاد تھیں جو آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں کی تھیں۔ مزید یہ کہ انہوں نے حضرت ابو بکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت کا نقشہ بھی دیکھا تھا اب جبکہ مسلمانوں میں وہ تمام باتیں رواج پا رہی تھیں جو تعلیماتِ نبوی کے خلاف تھیں، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ خاموش بیٹھنے والے نہ تھے، وہ ان باتوں یعنی سرمایہ داری اور طبقاتی فرق کو کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور لوگوں کو دعوت دینے لگے۔ اور موضوع اور دلیل یہی (آیت مانعین زکوٰۃ کو وعید پ۱۰) اور بس۔

مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

"تم اے مسلمانو! عنقریب اس ملک کو فتح کرلوگے جہاں پیسہ قیراط ہے تم وہاں کے لوگوں سے بھلائی کرنا کیونکہ ان کو ذمہ اور رحم کے حقوق حاصل ہیں پھر آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "جب تم دیکھو کہ دو شخص ایک اینٹ برابر زمین پر جھگڑ رہے ہیں تو تم وہاں سے چلے آنا"

کے مطابق حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فتح مصر کو بھی دیکھا اور وہاں بود و باش بھی اختیار کی اور یہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن شرحبیل اینٹ برابر زمین کیلئے جھگڑ رہے ہیں، تب وہ وہاں سے چلے بھی آئے (حدیث بیہقی میں)، ابو نعیم میں ملک مصر کا نام صراحۃً ہے۔

عقائد و فوائد :-

(۱) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو خصوصیت سے مخاطب فرمایا یہ ظاہر کرتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ما فی الغد اور مصر کے جملہ حالات اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی تمام سوانح عمری جانتے تھے۔

(۲)— حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر تھا۔ تبھی تو مصر میں دو اشخاص کی لڑائی کو دیکھ کر فوراً مصر کی سکونت ترک کی۔

عن ابی ذر قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم منعت العراق درھمھا وقفیزھا ومنعت الشام مدھا ودینارھا ومنعت مصر اردبھا ودینارھا وعدتم من حیث بدأتم" (صحیح مسلم)

"عراق نے اپنے درہم وقفیز کو شام نے اپنے مد و دینار کو اور مصر نے اپنے اردب و دینار کو روک لیا اور تم ایسے ہی رہ گئے جیسا کہ شروع میں تھے"

فائدہ :- یحییٰ بن آدم کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حدیث میں صیغہ ماضی کا استعمال فرمایا ہے حالانکہ اس کا تعلق زمانہ مستقبل سے ہے اس لئے کہ علم الٰہی میں ایسا ہی مقدر ہو چکا تھا"

مجمع البحار میں ہے کہ قفیز اور اردب اس زمانے کے پیمانے ہیں، قفیز آٹھ مکوک کا اور مد ۱/۳ ۱ رطل یا بقول بعض دو رطل کا اور اردب بارہ صاع کا ہوتا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(۲) — جب مدینہ منورہ میں خلافتِ راشدہ کا زمانہ ختم ہوگیا اور دمشق میں سلطنتِ امویہ کا قیام ہوگیا کہ پھر ان ممالک سے مالیانہ بشکل سکہ اور نہ بشکل جنس کبھی حجاز کو حاصل نہ ہوا اور تا حال اسیطرح عمل درآمد چلا آرہا ہے یہ تھا علم غیب ہے۔

بیٹے کی موت :- کتب سیر میں ہے کہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کفار کی بیخ کنی کر کے مدینہ منورہ پہنچے چند روز کے بعد اطلاع ملی کہ آپکے وہ اونٹ جو بمقام غابہ چرتے ہیں شیخ غطفان لے گیا ہے اور چرواہے کو بھی قتل کر دیا ہے اسکی جورو بھی ساتھ لے گئے ہیں۔

حضرت سلمہ بن عمر نے ثنیۃ الوداع سے اس حال کو دیکھا اور وہیں سے چلائے، اہلِ مدینہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو عیینہ کا پیچھا کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بھی اصحاب کیساتھ ان کی مدد کر کے اونٹوں کو ان لٹیروں سے چھین لیا۔ حضرت محرز بن نضلہ شہید ہوئے عیینہ معہ اپنے ساتھیوں کے بھاگ گیا۔ غزوۂ غابہ کو غزوۂ ذی قردہ بھی کہتے ہیں۔

یاد رہے کہ عیینہ ابن حصن فزاری چالیس سواروں کے ہمراہ آکر بیس شیر دار اونٹنیاں لے چلا اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو جو چرواہوں کے ساتھ تھا مار گیا۔ اس حادثہ کی خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو پہلے سے دے دی تھی کہ غابہ جا کر نہ رہو کیونکہ غطفانیوں کیطرف سے اطمینان نہیں ہے۔ وہاں تمہارا بیٹا مارا جائے گا مگر ابوذر نہ مانے اور وہیں جا کر رہے آخر وہی ہوا جو حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

پس منظر :- یہ اس واقعہ کیطرف اشارہ ہے جو غزوۂ ذی قرد کا سبب بنا۔ ذی قرد ایک چشمہ کا نام ہے جو مدینہ طیبہ سے ایک برید (ایک پیمائش ہے) کے فاصلے پر ہے جیسا کہ اثنائے قصہ میں معلوم ہوگا۔ اس کو غزوۂ غابہ بھی کہتے ہیں یہ بھی ایک موضع کا نام ہے۔

غابہ دراصل ایک جنگل ہے اس غزوہ کا وقوع حدیبیہ سے پہلے ہے اس پر اہلِ سیر کا اتفاق ہے اور بخاری نے کہا ہے کہ خیبر سے تین دن پہلے ہے، مسلم نے بھی اس کی مانند کہا ہے اور حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ غزوۂ ذی قرد کے بارے میں تاریخ میں جو کچھ صحیح میں مروی ہے وہ بہ نسبت اہلِ سیر کے زیادہ صحیح ہے۔

اس غزوہ کے وقوع کا سبب یہ ہے کہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس "بیس لقحے تھے" یعنی ایسے دودھ والے اونٹ جو بچہ جننے کے قریب تھے، وہ غابہ میں چرتے تھے اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بھی وہاں رہتے تھے اتفاق سے ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ چند روز کیلئے وہاں سے چلے آئیں اسلئے انہوں نے حضور اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اجازت چاہی باوجود اس کے کہ حضور صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اجازت نہ دی، انہوں نے منت سماجت میں اصرار و مبالغہ کیا تاکہ حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اجازت دیدیں۔ حضور نے فرمایا کہ غطفان سے میں مطمئن نہیں ہوں مبادا کہ وہ تم پر حملہ آور ہوں اور اجازت دیدی، مزید فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ غطفان تم پر حملہ آور ہیں اور انہوں نے تمہارے بیٹے کو شہید کر دیا ہے" حضرت ابوذر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے حال پر تعجب ہوا کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا فرما رہے ہیں اور میں اصرار کرتا رہا بالآخر وہی ہوا جو حضور نے فرمایا تھا۔ یہ واقعہ عجیب ہے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ایسا واقعہ ہوا کہ باوجودیکہ وہ جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہیں اور رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کی طلب کے ہمیشہ خواستگار رہے ہیں اور ان سے اس معاملہ میں جس میں حضور توقف فرمارہے ہیں، اصرار و مبالغہ کی جرأت سرزد ہوئی۔ تقدیرِ الٰہی یونہی تھی۔ (مدارج النبوۃ صـ۲۴۵ ج ۲)

فائدہ:۔ حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا "طغیان تم پر حملہ آور ہیں" یہی علمِ غیب ہے جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو واضح الفاظ میں فرمایا اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا توجہ نہ کرنا مبنی بر تقدیرِ الٰہی تھا۔ ہوا وہی جو سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

:۔ احادیث مرویہ :۔

علم الحدیث (اصول) کا قاعدہ ہے کہ راوی جس روایت کو بیان فرمائے وہ اس کا عقیدہ وعمل ہے اگر کوئی روایت کسی راوی کے عقیدہ وعمل کے خلاف ہو تو وہ ناقابل ہوتی ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مرویہ احادیث علمِ غیب کے بارے میں بکثرت ہیں ہم بطورِ نمونہ صرف دو احادیث مبارکہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) مشکوٰۃ بابِ المساجد میں سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ہے

"عرضت علیّ اعمال امتی حسنها و سیئها فوجدت فی محاسن اعمالها الاذی یماط عن الطریق"

"ہم پر ہماری امت کے اعمال پیش کئے گئے، اچھے بھی اور برے بھی ہم نے ان کے اعمال میں وہ تکلیف دہ چیز بھی پائی جو راستے سے ہٹا دی جائے۔"

(۲) عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان ناسا من امتی سیماهم التحلیق یقرؤن القرآن لا یجاوز حلوقهم یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة هم شر الخلق والخلیقة (کنز العمال ج۶)

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعض لوگ میری امت سے جن کا خاص نشان سر منڈا ہوگا، قرآن پڑھیں گے ان کے جبڑوں سے نیچے نہ ہوگا دین سے نکل جائیں گے جیسا کہ تیر شکار سے وہ خداوند کریم کی تمام مخلوق سے شرارتی ہوں گے اور فطرتاً شرارتی ہوں گے"

اس حدیث کی تفصیل فقیر کی تصنیف "العلامات الواہبیہ فی الاحادیث النبویہ" میں پڑھیئے۔ فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

"بہاولپور پاکستان، یکم ذی قعدہ ۱۴۲۲ھ"

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فوائد اعراس اولیاء اللہ وطریق فاتحہ

از آداب الطالبین: شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

"إذا أردت أن تتخذ وليمة فاجتهد بإدراك يوم موته و الساعة التي نقل فيها روحه لأن أرواح الموتى يأتون في أيام الأعراس في كل عام في ذلك الموضع في تلك الساعة فإن بذلك يفرح أرواحهم تأثيرا بليغا فإذا رأوا شيئا من المأكولات و المشروبات يفرحون و يدعون لهم و إلا يدعون عليهم. انتهى ما فيه (تحفۃ الابرار)

"جب آپ فاتحہ دینا چاہیں تو کوشش کریں تو اس کے یوم وصال اور وقت وصال کے موقعہ پر دیں جس میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تھی، کیونکہ وفات پانے والوں کی روحیں ہر سال عرسوں کے ایام میں انہی اوقات اور مقامات پر تشریف لاتی ہیں جہاں ان کا وصال ہوا تھا۔ اس سے وہ خوشی و فرحت محسوس کرتی ہیں، اس کی بڑی تاثیر ہے، جب وہ ان کھانے پینے والی چیزوں کو دیکھتی ہیں تو ان کے لئے دعا گو ہوتی ہیں، ورنہ ان کے لئے بددعا کرتی ہیں۔۔۔الخ۔"

مجمع الروایات ۔ سراج الہدایہ لمولانا جلال الدین بخاری فی حاشیۃ المظہری میں ہے:

"أراد أن يتخذوا الوليمة فليتخذ بإدراك يوم

موته و يحافظ في الساعة التي نقل روحه في تلك الساعة فينبغي أن يطعمه الطعام و الشراب فإن أرواحهم يفرحون بذلك و يدعون لهم."

"اگر کسی کے فاتحہ کرنے کا ارادہ ہو تو چاہیے کہ موت کے دن موت کے وقت کرے۔ جس وقت روح اس کی دار فانی سے منتقل ہو کر عالم جاودانی کو جاتی ہے۔ اس وقت کھانا کھلائے، پانی پلائے، کہ اموات کی روحیں اس سے خوش ہوتی اور اس کے واسطے دعا کرتی ہیں۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari